

سکسک اور زیادو



WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

RSPK.PAKSOCIETY.COM

ONLINE LIBRARY

FOR PAKISTAN



PAKSOCIETY1



PAKSO

پاک سوسائٹی ڈاٹ کام کی پیشکش

یہ نئے پاک سوسائٹی ڈاٹ کام نے کتنی کتابیں

میں خاص کیوں ہیں :-

- ✦ ہائی کوالٹی بی ڈی ڈی ایف فائلز
- ✦ ہر ای بک آن لائن پڑھنے کی سہولت
- ✦ ماہانہ ڈائجسٹ کی تین مختلف سائزوں میں ایلو ڈنگ
- ✦ ندرت والی اور نایاب بڑا بڑا ہائی
- ✦ عمران میریہ از مظہر کلیم اور ابن سنی کی عکس و سچ
- ✦ ایڈفری انکس، انکس کو میس کتاب کے لئے شریک نہیں کیا جاتا
- ✦ ہر ای بک گاڈرائیٹ اور رڈرائٹ ایبل لنک
- ✦ ڈاؤن لوڈنگ سے پہلے ای بک کا پرنٹ پر پوری
- ✦ جہ پوسٹ کے ساتھ
- ✦ پبلک سے موجود مواد کی چنگ اور اچھے پرنٹ کے ساتھ تبدیلی
- ✦ مشہور مؤلفین کی سب کی عملی شرح
- ✦ ہر کتاب کا ایک ٹیٹل
- ✦ ویب سائٹ کی آسان براؤزنگ
- ✦ سائٹ پر کوئی بھی لنک ذیہ نہیں

بچوں کیلئے دلچسپ اور خوبصورت ناول

چلو سب بوسک اور

زیابادلو



منظہر کلیم ایم اے

We Are Anti Waiting WebSite

واحد ویب سائٹ جہاں ہر کتاب فوراً سے بھی ڈاؤن لوڈ کی جا سکتی ہے

↳ ڈاؤن لوڈنگ کے بعد پوسٹ پر تبصرہ ضرور کریں

↳ ڈاؤن لوڈنگ کے لئے کہیں اور جانے کی ضرورت نہیں ہماری سائٹ پر آئیں اور ایک کلک سے کتاب

ڈاؤن لوڈ کریں

اپنے دوست اجاب کو ویب سائٹ کا لنک دیکر مستعارف کرائیں

WWW.PAKSOCIETY.COM

Online Library for Pakistan



Like us on Facebook

fb.com/paksociety



twitter.com/paksociety1

پاک گیٹ
مفتابے
یوسف برادرز





چلو سک ملوسک کو جب ہوش آیا تو انہوں نے اپنے آپ کو جہاز کے اندر فرش پر پڑے ہوئے دیکھا۔ جہاز کی مشینری کئی جگہ سے ٹوٹ گئی تھی کرسیاں فرش سے بیچھڑے ہو کر کونے میں گری پڑی تھیں۔ پلوسک ملوسک کو یہ سب کچھ دیکھ کر بیحد حیرت ہوئی۔ کیونکہ انہیں تو یہی یاد تھا کہ جب وہ چکدار سیارے کی حدود سے باہر نکل کر خلا میں آئے تھے تو ان کے جہاز نے اچانک تولا بازیاں کھانی شروع کر دی تھیں اور انہوں نے اسے سنبھالنے نیکی بنے حد کوشش کی تھی مگر بے سود جہاز مسلسل تولا بازیاں کھاتا رہا اور آخر کار مسلسل تولا بازیاں کھانے کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گئے تھے اور اب انہیں ہوش آیا تو وہ جہاز

ناشران — اشرف قریشی
 —————
 —————
 ہارڈ کوریج — محمد ریونس
 طابع — ندیم پرنس ہارڈ کوریج
 قیمت — ۸ روپے



کے فرش پر پڑے ہونے تھے اور جہاز کسی جگہ ساکت تھا۔

چلوک نے اٹھ کر سب سے پہلے جہاز کے شیشے سے باہر دیکھا۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ ان کا جہاز کہاں ہے ؟

”اسے ٹرک ! دیکھو ہم تو واپس دنیا میں آگئے ہیں۔ یہ پہاڑ تو خالصتاً زمین کے لگتے ہیں۔“ چلوک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

اور ٹرک نے بھی اٹھ کر شیشے سے باہر جھانکا اور کہنے لگا۔

”بالکل بالکل یہ واقعی دنیا ہے۔ ہم کسی پہاڑ کے دامن میں موجود ہیں۔“ ٹرک نے جواب دیا۔

ٹھہرو مجھے جہاز کا گران دیکھنے اور شاید یہ دنیا نہ ہو۔ دنیا سے ہٹا جلتا کوئی سیارہ ہو۔“ چلوک نے کہا اور پھر اس نے جاک کر جہاز کا ایک ڈائل دیکھنا شروع کر دیا۔

”ہم اصلی زمین پر پہنچ گئے ہیں ٹرک ! اسی زمین پر جہاں سے ہم چلے آئے تھے۔“ چلوک نے اطمینان کی طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کی گران بتاتا ہے کہ ہم زمین پر ہیں ؟ ٹرک نے پوچھا۔

”ہاں ہمارا جہاز دنیا میں پہنچ کر زمین سے ٹکرا گیا ہے۔ پھر اچھا ہوا۔ اب ہم دنیا کی سیر کریں گے اور دیکھیں گے کہ ہماری غیرحاضری میں دنیا نے کتنی ترقی کی ہے۔“ چلوک نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”نہیں چلوک ! ہمیں فرار یہاں سے چلنا چاہیے۔ کہیں دنیا والے ہمارے جہاز پر قبضہ نہ کر لیں۔“ ٹرک نے کہا۔

”مگر جائیں کیسے، جہاز تو خراب ہو چکا ہے۔ پہلے اس کی مرمت کرنا ضروری ہے۔“ چلوک نے جواب دیا۔ ”پھر جلدی کرو، ایسا نہ ہو کوئی آجائے۔“ ٹرک دنیا والوں سے بڑا خوف زدہ تھا کیونکہ ایک بار پہلے وہ دنیا پر آئے تھے تو دنیا والوں نے نہ صرف انہیں گرفتار کر لیا تھا بلکہ ان کے جہاز پر بھی قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی اور وہ بڑی مشکل سے جہاز بیکر نکلتے تھے۔

چلوک نے ایک خانے سے سرخ کتاب نکالی اور اس میں جہاز کو درست کرنے کے متعلق ہدایات

لے لے کر پڑھنے لگا۔

پڑھنے لگا۔ اس کے بعد اس نے اڈازار نکال کر کتاب میں دی ہوتی ہدایات کے مطابق جہاز کی مشینری کی مرمت شروع کر دی۔ سب سے پہلے اس نے کریال واپس اپنی جگہ پر فٹ کیوں اور اسی طرح باری باری دوسری مشینری کو بھی درست کرنے لگا۔

لوک پورچ فارغ تھا اس لئے وہ جہاز کے شیشے میں سے باہر کا نظارہ کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اچھا چلوک کو مرمت کے کام میں مصروف ہوتے ایک گھنٹہ گزرا تھا کہ اچانک لوک چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر تشویش کے آثار ابھر آتے۔ اس نے چلوک سے مخاطب ہو کر گھبراتے ہوئے بلبے میں کہا۔
چلوک دیکھ کتنی بچھیں اور موڑیں ہمارے جہاز کی طرف آ رہی ہیں۔

کیا کہہ رہے ہو؟ چلوک نے چونک کر کہا اور پھر وہ اٹھ کر شیشے میں سے دیکھنے لگا۔ واقعی فوڈ سے دس پندرہ موڑیں اور بچھیں انتہائی تیز رفتاری سے ان کی طرف بڑھتی ہیں۔ پھر چلوک کی نظر آسمان پر پڑ گئی۔ اس نے دیکھا کہ پانچ جیٹا کاپٹر بھی ان کے اوپر گھوم رہے ہیں۔

”یہ ہیں بڑے اور ہمارے جہاز پر قبضہ کرنے کے لئے آ رہے ہیں۔“ لوک نے گھبراتے ہوئے بلبے میں کہا۔

”ہاں اسلوم تو ایسے ہی ہوتا ہے۔ دیکھو ان کے ہاتھوں میں بڑی بڑی ہندوئیں بھی موجود ہیں۔“ چلوک کا لہجہ بھی گھبرایا ہوا تھا۔
”جلدی جہاز چلا کر نکل چلو ورنہ یہ پہنچ جائیں گے۔“ لوک نے کہا۔

”مگر جہاز کی ابھی تک مرمت نہیں ہوئی۔ یہ ارٹھے لگا کیسے۔“ چلوک نے جواب دیا۔

”پھر جلدی مرمت کرو ناں۔“ لوک نے کہا۔
”فیضان تم فکر نہ کرو، یہ ہماری مرضی کے بغیر جہاز میں داخل نہیں ہو سکتے۔“ چلوک نے کہا اور پھر وہ دوبارہ مرمت میں مصروف ہو گیا۔

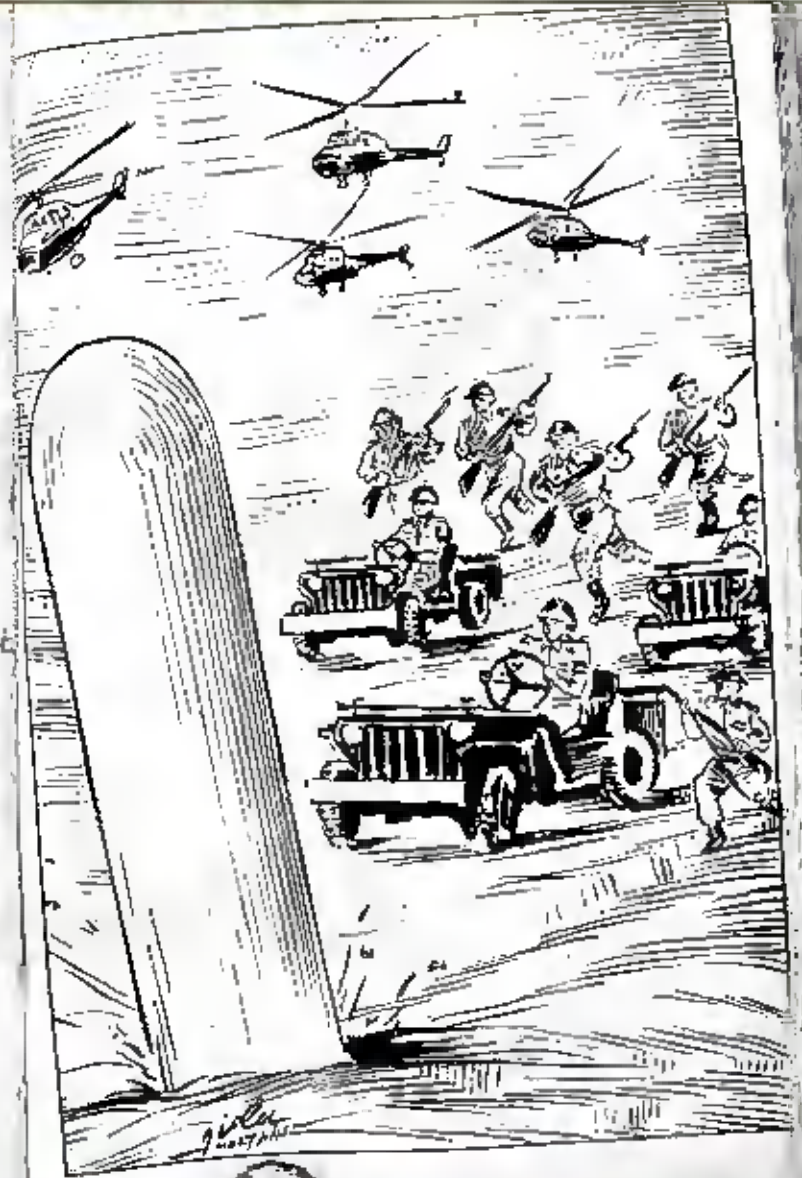
چلوک کی بات پر لوک کو بھی قدرے اطمینان ہو گیا اور وہ مطمئن ہو کر انہیں دیکھنے لگا۔

مخوفی دیر بعد بچھیں اور موڑیں ان کے قریب آکر رک گئیں۔ اور ان میں سے فوجی نکل نکل کر جہاز کے گرد پھیلنے لگے۔ پہلی کاپٹر بھی نیچے آتے آتے اور

ان میں سے ہر افراد نکلے وہ ان سپاہیوں کے اسرار معلوم ہوتے تھے۔ اس کے بعد وہ تیزی سے دائرہ بنا کر جہاز کے قریب آنے لگ گئے۔ وہ رک رک کر تمام اٹھا رہے تھے اور انہوں نے ہاتھوں میں عجیب و غریب قسم کی ہتھیاریں اٹھا رکھی تھیں۔ کچھ سپاہیوں کے ہاتھوں میں بم نما چیزیں تھیں۔

وہ جہاز کے قریب آکر رک گئے اور ہیرت سے اسے دیکھنے لگے۔ وہ شاید اس کا دروازہ دیکھ رہے تھے لیکن چونکہ ٹورنگ کو معلوم تھا کہ دروازہ انہیں نظر نہیں آئیگا اس لئے وہ اطمینان سے بیٹھا تھا جبکہ چورنگ سرخ کتاب میں سے دیکھ بڑھ کر انتہائی تیزی سے جہاز کی مرمت میں مصروف تھا۔ ٹورنگ کو یہ بھی معلوم تھا کہ جہاز کے شیشے اس قسم کے ہیں کہ اس کے اندر سے تو سب کچھ صاف نظر آتا ہے مگر باہر سے کچھ نظر نہیں آتا بلکہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ آیا شیشے گئے ہوتے بھی ہیں یا نہیں۔

چورنگ سپاہیوں نے جہاز کے گرد گھبرا ڈال لیا



ہے اور اب وہ کچھ کہہ رہے ہیں مگر انکی آواز سنائی نہیں دے رہی۔ ٹونک نے چلوک سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اچھا، چلوک نے ہاتھ روکتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر بیٹھے سے باہر دیکھنے لگا۔

اس نے سپاہیوں کے ایک افسر کا منہ ہٹتے دیکھا تو جھک کر ایک ہن بوا دیا۔ ہن بوا نے ہی اس کی آواز سنائی دینے لگی۔ وہ کہہ رہا تھا۔

”اگر کوئی انسان جہاز کے اندر موجود ہے تو ہمیں جواب دے، ورنہ ہم جہاز کو تباہ کر دیں گے۔“

ہم موجود ہیں، برو کیا کہتے ہو؟ چلوک نے ایک اور ہن بوا دیا۔ اس کے ہن بوا نے اس کی آواز بھی باہر کھڑے سپاہیوں تک پہنچ گئی تھی جیسے ہی چلوک کی آواز انہیں سنائی دیا وہ

سب بری طرح ہلک پڑے۔ ایک لمحے کے لئے ان کے چہرہ پر سراسیمگی کے آثار نمایاں ہوئے پھر وہ سنبھل گئے۔ ان کا ایک بڑا افسر جس کے کندھوں پر بہت سے ستارے چمک رہے تھے، دو قدم آگے بڑھا اور ہاتھ اٹھا کر زور سے کہنے لگا۔

”تم کون ہو، تمہارا تعلق کس ملک سے ہے۔ اور یہ جہاز کس کا ہے؟“

”میرا نام چلوک ہے۔ جہاز میں میرے ساتھ میرا چھوٹا بھائی چلوک موجود ہے۔ ہمارا تعلق اسی دنیا سے ہے۔“

اپنے ملک کا نام نہیں بتاتے کیونکہ اسے اس خطہ میں مختلف سیاروں کی سیر کرتے پھر رہے ہیں اور یہ جہاز ہمارے ڈیڑھی کا

ہے۔ وہ بہت بڑے سائنڈن تھے۔ چلوک نے تفصیل سے بتلا دیا۔

”کیا آپ دونوں باہر آکر ہمیں شرف ملاقات نہیں بخش سکتے۔ ہم آپ کا بیحد احترام کریں گے۔ پوری دنیا میں کروڑوں لوگوں کو آپ کے متعلق بتائیں گے۔“

آپ کے جہاز کے متعلق بتایا جائے گا۔ اس طرح دنیا میں آپ دونوں کا بیحد نام ہو جائے گا۔ اس افسر نے اس بار بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

چلوک ان کی باتوں میں نہ آنا۔ یہ مجھے عیار اور چالاک نظر آتے ہیں۔ یہ ہمارے جہاز پر قبضہ کر لیں گے۔ چلوک نے چلوک کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

سنو دنیا والو! اب جہاز تم سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جہاز جہاز خراب ہو گیا ہے۔ ہم اس کی مرمت کر رہے ہیں۔ جیسے جہاز یہ ٹھیک ہوا ہم تمہاری دنیا سے چلے جائیں گے، اس لئے تم لوگ واپس اپنے جہاز اور ہمیں کام کرنے دو۔ چلو سگ نے کہا اور پھر اس نے آواز کے باہر جانے والا ہٹن بند کر دیا۔ اور خود دوبارہ مرمت میں مصروف ہو گیا۔

ہماری بات مان جاؤ اور باہر آ جاؤ۔ افسر کی آواز دہانہ جہاز میں سنائی دیا۔

”غلامحزاد ہمیں پریشان مت کرو ہم باہر نہیں آئیں گے۔ تم لوگ عجل اور چلاک ہو، ہمارے جہاز پر قبضہ کر لو گے۔“ اس بار ٹورنگ نے جین رباتے ہوتے کہا۔

”نہیں نہیں، ہم تمہارے جہاز پر قبضہ نہیں کریں گے۔ ہم وعدہ کرتے ہیں۔“ افسر نے جواب دیا۔

”نہیں ہم باہر نہیں آئیں گے، بس ایک بار کہہ دیا۔“ ٹورنگ نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔

”قبضہ باہر آنا پڑت گا۔“ سب سے اب بھی وقت ہے کہ ہمارا بات مان جاؤ۔ ہم تمہیں کچھ نہیں

کہیں گے۔“ افسر نے بھی اس بار سخت لہجے میں کہا۔
”ہیں دھکی مت دو، ہم نے ایسی دھکیاں بہت سنا ہیں۔ ہم اگر چاہیں تو ایک لمحہ میں اندر بیٹھے بیٹھے تم سب کو جلا کر رکھ کر دیں۔“ ٹورنگ کو بھی غصہ آ گیا۔

ٹورنگ کی بات سنتے ہی تمام سپاہی اور افسر بوکھلا کر دو دو چمچے بیٹھے چلے گئے اور ان کی یہ حالت دیکھ کر ٹورنگ کے منہ سے بے اختیار قبضہ نکل گیا۔

افسر شاید اس کا قبضہ سنبھالنے سے پاگل ہو گیا اس نے اپنے سپاہیوں سے مڑ کر کہا۔

”جہاز پر گولیوں کی بارش کر دو۔ میں دیکھتا ہوں یہ کیسے باہر نہیں آتے۔“

اب اس کا حکم ملنے ہی تمام سپاہیوں نے جہاز پر چاروں طرف سے گولیوں کی بارش کر دی۔ مگر ٹورنگ اسی طرح مطمئن انداز میں ہنسا رہا۔ کیونکہ اُسے علم تھا کہ گولیاں جہاز کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں اور وہی ہوا۔ گولیاں جہاز سے ٹکرا ٹکرا کر پھینچے گرتی رہیں اور جہاز کا بیٹھ پر بال برابر بھی خواش پیدا نہ ہوئی۔

کہ باہر آزاد ورنہ اس بار میں زیادہ طاقت کا
بم مار دوں گا۔ افسر نے چیخ کر کہا۔
اب تو ٹورک گھبرا گیا۔ اس نے سوچا کہ ہو سکتا
ہے کہ ان کے پاس ایسا طاقتور بم ہو جس سے
ان کا جہاز تباہ ہو جائے۔

”چلورک ابھی کتنی دیر سے۔ ہمیں اب چلا جانا
چاہیے۔ واقعی ان کے پاس خطرناک بم ہیں۔ ٹورک
نے ٹٹی بند کرتے ہوئے چلورک سے مخاطب ہو
کر کہا۔

”ابھی مکمل طور پر تو درست نہیں ہوا۔ البتہ ہم
اڑ سکتے ہیں۔“ چلورک نے جواب دیا۔
”سچر ایسا کریں کہ یہاں سے فی الحال اڑ جائیں۔
اور جہاز کو کہیں دور جا کر اتاریں۔ وہاں جا کر
اطمینان سے اس کی مرمت کر لیں۔ ٹورک نے مشورہ
دیتے ہوئے کہا۔

”اے! تمہاری بات ٹھیک ہے۔ اس طرح ہم اطمینان
سے جہاز کی مرمت کر لیں گے۔“ چلورک کو بھی اس
کا مشورہ پسند آیا۔
اور افسر مسلسل چیخ رہا تھا۔

”تم جو چاہو کر لو تم ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔“
ٹورک نے ہنستے ہوئے طنزیہ لہجے میں کہا۔

”ہم تمہارے جہاز کو بم سے اڑا دیں گے۔ ہمارے
پاس اتنے طاقتور بم ہیں کہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر اڑ
جائے۔ تمہارا جہاز کیا شے ہے۔ میں تمہیں صرف
پانچ منٹ کا وقت دیتا ہوں۔ اگر تم پانچ منٹ تک
باہر نہ آتے تو میں بم مارنے کا حکم دے دوں گا۔“
افسر نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

”تم جو چاہو کر لو، ہم باہر نہیں آئیں گے۔“
ٹورک نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

اور افسر نے گنتی شروع کر دی۔ ایک دو
تین چار پانچ اور پانچ کہتے ہی اس نے ایک
آدمی کو اشارہ کیا اور اس نے ہاتھ میں پھوٹا ہوا
بم جہاز کی طرف اچھال دیا۔

بم جہاز کی سطح سے ٹکراتے ہی ایک دھماکے سے
پھٹ گیا۔ مگر جہاز کو نقصان تو نہ پہنچا مگر وہ
بری طرح ہل گیا۔

”یہ بالکل معمولی طاقت کا بم ہے۔ صرف میں نے
تمہیں نمونہ دکھایا ہے۔ میں تمہیں آخری بار کہتا ہوں

پیدا ہو جاتے، پھر ٹھیک ہی نہ ہو سکے۔ چنانچہ
 یہ سوچ کر اس نے جہاز کو نیچے لے آنے کا بیٹن
 دیا۔ مگر بیٹن دباتے ہی وہ دونوں اہل کر فرش پر
 جا گئے۔ اور پھر وہ کوشش کے باوجود سنبھل ہی نہ
 سکے۔ جہاز نے بڑی طرح تولا بازیاں کھانی شروع کر دی
 تھیں اور وہ تیزی سے نیچے گرنے لگ گیا تھا۔
 "چلوںک اسے سنبھالو، ٹورک نے چیخ کر کہا۔
 مگر جہاز اس بڑی طرح چکرا رہا تھا کہ کوشش
 کے باوجود چلوںک سے میدھا نہ ہو سکا۔
 جہاز انتہائی تیزی سے نیچے گرتا چلا گیا اور ایک
 بار پھر زردار دھاگہ ہوا اور ان دونوں کو یوں
 محسوس ہوا جیسے ان کا جسم ریزے ریزے ہو کر
 تضا میں بکھر گیا ہو۔

اب بھی وقت ہے باہر آ جاؤ، میں تمہیں مزہ
 پانچ منٹ کی بہت دیتا ہوں، میں پانچ منٹ گنوں گا
 اس کے بعد تمہارا جہاز تباہ کر دیا جلتے گا۔ اس کے
 ساتھ ہی اس نے گنتی شروع کر دی۔
 ادھر چلوںک نے جہاز کی مشینری کو چلا کیا اور
 پھر بیٹن دبا کر کہنے لگا۔
 "تم گنتی گتے رہو ہم جا رہے ہیں؛ اس کے ساتھ
 ہی اس نے جہاز کے اڑنے والا بیٹن دبا دیا۔ بیٹن
 دبتے ہی جہاز بندوبست سے نکلی ہوئی گولی کی طرح ہوا
 میں بلند ہوتا چلا گیا۔

ٹورک دیکھتا رہا کہ سچا ہی اور افسر منہ پھاٹے
 جہاز کو جاتا دیکھتے رہے۔ ان کے تصور میں بھی نہیں
 تھا کہ جہاز اتنی تیزی سے اڑے جاتے گا۔ پھر وہ منظر
 ناقب ہو گیا۔ اس جہاز بہت زیادہ بلندی پر آ گیا۔
 چلوںک نے جہاز کا ایک اور بیٹن دیا اور جہاز
 اب سیدھا اڑنے لگا۔ کافی دور آنے کے بعد چلوںک
 نے سوچا کہ اب جہاز کو نیچے آلا جائے۔ کیونکہ اسے
 خدشہ تھا کہ چلوںک ابھی جہاز کی مکمل مرمت نہیں ہوئی
 اس لئے ایسا نہ ہو کہ اس میں کوئی ایسی خرابی

بہتر شہزادہ حضور کینز نے اسی طرح جکے جکے بڑے مودبانہ لہجے میں جواب دیا اور پھر وہ تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گئی۔

شہزادہ خوبرو دوبارہ کمرے میں ٹہلنے لگا۔ ابھی کینز کو گتے ہوئے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ایک سفید وارسی والا بوڑھا اندر داخل ہوا۔

شہزادہ حضور: گستاخی کی معافی چاہتا ہوں، مجھے کینز سے علم ہوا ہے کہ آپ گھوڑا تیار کروا کر کہیں جانا چاہتے ہیں۔ بوڑھے نے شہزادے کے سامنے بھکتے ہوئے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اے وزیر عظیم بابا، میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اپنی منیجر شہزادی طاہرہ کو اس خونخاک دیو کے پنجے سے خود چھڑاؤں گا۔ شہزادے نے وزیر عظیم کے سامنے رکتے ہوئے قدرے نرم لہجے میں جواب دیا۔

شہزادہ حضور آپ اپنی مرضی کے مالک ہیں آپ کے فیصلے کو تبدیل کرنے کی کوئی جرات نہیں کر سکتا، مگر شہزادہ حضور! اس بات پر غور فرمائیے کہ بادشاہ سلامت بیمار ہیں اور ملک کا نظم و نسق چلانے والا آپ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ ایسے موقعہ پر

شہزادہ خوبرو بڑی پریشانی کے عالم میں اپنے محل میں ٹھہر رہا تھا۔ اس کی پریشانی پر ٹھکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ وہ بار بار اپنے دانت پیچھ رہا تھا جیسے اس کا بس نہ چل رہا ہو۔ وہ پنجرے میں بند شیر کی طرح اپنے آپ کو محسوس کر رہا تھا۔

اچانک ٹپتے ٹپتے وہ رک گیا اور پھر اس نے زور سے تالی بجاتی۔

دوسرے لمحے ایک کینز کمرے میں داخل ہوئی اور شہزادے کے سامنے آکر بھک گئی۔

”میرا گھوڑا تیار کیا جائے، شہزادے نے تھکان لہجے میں کینز سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

پھر اس سے پہلے کہ وزیر عظم کچھ کہتا، کینز دوبارہ
اللہ داخل ہوئی اور سلام کر کے کھینے لگی۔
شہزادہ حضور آپ کا گھوڑا سواری کے لئے تیار
کھڑا ہے۔

اچھا ٹھیک ہے، شہزادے نے کہا اور پھر تلوار
سنبھالتا ہوا وہ تیزی سے باہر آیا۔ اس نے گھوڑے
کی پشت پر چلی سہا تھکی دی اور پھر گھوڑے پر
سوار ہو کر محل سے باہر نکل آیا۔

اس نے شاہی نجومی سے اس خوفناک دیو کی
رائس کا پتہ معلوم کر لیا تھا۔ اس دیو کا محل
اس کے ملک سے شمال کی طرف تھا۔ ایک خوفناک
صحرا کے بعد ایک ویران پہاڑی سلسلہ تھا اس پہاڑی
سلسلے میں اس دیو کا محل تھا۔

شہزادے کا رخ اب اسی صحرا کی طرف ہی تھا
اس نے خشک خوراک کا تھیلا اور پانی کا چھاگل پہلے
ہی گھوڑے کی زین سے بندھوا لیا تھا۔

پچانچہ وہ تیز رفتاری سے سفر کرتا ہوا اور منزلیں
بادتا ہوا آخر ایک بھتے کے بعد اپنی محکمت کی حد
پر پہنچ گیا۔ وہاں سے جہاں تک نظر آتا تھا، صحرا

آپ کے جانے سے رعایا کو نقصان پہنچ سکتا ہے
دوسری بات یہ کہ شاہی نجومی کے مطابق زیانا دیو
جو شہزادی کو اٹھا کر لے گیا ہے، انتہائی خوفناک
اور طاقتور دیو ہے۔ اس طرح آپ کی جان بھی خطرہ
میں پڑ سکتی ہے۔" بزرگے وزیر عظم نے کہا۔

"وزیر عظم بابا تم مجھے بزدلی کا سبق نہ دو، مجھے
اس وقت تک چین نہیں آ سکتا جب تک میں
شہزادی طاہرہ کو اس ظالم دیو کے پنجے سے نہ چھڑا
لوں۔ یا پھر اس دیو سے لڑتے ہوئے اپنی جان سے
دوں۔ مجھے ایک ایک لمحہ عذاب نظر آ رہا ہے۔
اس لئے میرا یہ فیصلہ اٹل ہے۔ جس میں رو د بدل کی
کوئی گنجائش نہیں ہے۔ باقی رہی ملک کے نظم و نسق
کی بات، تو میں نے شاہی حکیم سے بات کر لی ہے
اس نے مجھے یقین دلایا ہے کہ بادشاہ سلامت دو
تین روز کے اندر اندر صحت یاب ہو جائیں گے۔ اس
لئے دو تین روز میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اور پھر
آپ جیسے دانشمند وزیر عظم کی موجودگی میں مجھے کیا
خطرہ ہے؟" شہزادے نے جواب دیا۔
جواب دیتے ہوئے کہا۔

ظاہر نے صان اٹھارہ کر دیا ہے۔ جس پر زبانا دیو نے آٹے ایک ماہ کی بہت دکا ہے کہ وہ اچھی طرح سوچ لے۔ اگر وہ راضی ہوگئی تو ٹھیک ، ورنہ ایک ماہ بعد وہ شہزادی ظاہرہ سے زبردستی شادی کر لے گا۔

شاہی نجومی نے شہزادے کو یہ بھی بتایا کہ زبانا دیو بیحد خونخاک اور ظالم دیو ہے۔ اس سے لڑ کر جیتنا یا اسے ختم کرنا کسی عام انسان کے بس میں نہیں ہے۔ اول تو اس تک پہنچنا ناممکن ہے اور اگر پہنچ بھی جلتے تو اس ظالم دیو سے جیتنا مشکل ہے۔

مگر شہزادہ خوب نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ ہر ممکن طریقے سے زبانا دیو کے پنجے سے اپنی میگز شہزادی ظاہرہ کو بچائے گا چاہے اس کے لئے اس کی جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

بس یہی سوچ کر وہ نکل کھڑا ہوا تھا اور اب اپنے ملک کی سرحد پر اس خونخاک صحرا کے سامنے کھڑا تھا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے صحرا اُسے نکلنے کے لئے منہ پھاٹے ہوتے ہو۔

جی صحرا تھا۔ اُسے اچھی طرح معلوم تھا کہ صحرا بے حد خونخاک اور ظالم ہے اور اس صحرا کے اندر کہیں بھی کوئی نسلستان نہیں تھا اور آج تک کوئی انسان اس صحرا کو پار کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکا تھا۔ مگر شہزادہ خوب بیحد دلیر اور باہمت نوجوان تھا اور اسے اپنا میگز شہزادی ظاہرہ سے بیحد محبت تھی۔ ان کی شادی ہونے والی تھی کہ ایک رات وہ محل کی پھت پر سوئی ہوئی تھی کہ زبانا دیو کا محل کے اوپر سے گذر ہوا۔ اس نے جب شہزادی ظاہرہ کو دیکھا تو وہ اس پر عاشق ہو گیا اور اسے اٹھا کر لے گیا۔

شہزادی ظاہرہ کی اچانک گمشدگی سے پارسے محل میں رازشچی پھیل گئی۔ پہلے تو شہزادی ظاہرہ کی تلاش کی جاتی رہی پھر شاہی نجومی کو طلب کیا گیا اس نے حساب لگا کر ساری بات بتا دی کہ جس طرح زبانا دیو شہزادی ظاہرہ کو اٹھا کر اپنے محل میں لے گیا ہے۔ شاہی نجومی نے یہ بھی بتلایا کہ وہ شہزادی ظاہرہ سے شادی چاہتا ہے مگر شہزادی

اس نے پوکی سے پانی کی ایک اور پچھاگ اپنے لئے خشک خوراک کا ایک اور تھیلا اور گھوڑے کے لئے گھاس کا گٹھالے لیا۔ اور پھر خدا کا نام لیکر وہ صحرا کے اندر داخل ہو گیا۔

پہلے میل تو اس کا گھوڑا کافی تیز رفتاری سے آگے بڑھتا رہا مگر آہستہ آہستہ اس کی رفتار ہلکی پڑنے لگ گئی اور آخر کار وہ تھک کر ایک جگہ رک گیا۔ اس وقت شہزادے کو صحرا میں داخل ہونے دس گھنٹے گزر چکے تھے۔ اب اس کے ہر طرف ریت ہی ریت نظر آ رہی تھی۔

شہزادہ خود بھی چونکہ تھک گیا تھا اس لئے اس نے کچھ دیر آرام کرنے کی کٹافی۔ اس نے تھوڑا سا گھاس گھوڑے کے آگے ڈالا اور خود تھوڑی سی خوراک کھانے اور چند گھونٹ پانی پینے کے بعد آرام کرنے کے لئے ریت پر ہی لیٹ گیا۔ اس وقت شام ہو چکی تھی اور سورج اس کی نظروں کے سامنے ہی ریت کے سمندر میں ڈوبتا جا رہا تھا۔ پھر شہزادہ جید تھکا ہوا تھا اس لئے لیٹے ہی سو گیا۔

پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو رات کافی سے

زیادہ گزر چکا تھی اور صبح ہونے کے قریب تھی۔ شہزادہ پزیر تازہ دم ہو چکا تھا اس لئے وہ دوبارہ گھوڑے پر سوار ہوا اور آگے چل پڑا۔ مگر نام دن سفر کر کے اسے ایک سبق مل گیا کہ صحرا میں دن میں سفر کرنا جہنم میں سفر کرنے کے مترادف ہے۔ اس لئے اس نے فیصلہ کیا کہ وہ آئندہ رات کو سفر کیا کرے گا اور دن کو آرام کیا کرے گا۔ اسی طرح اسے سفر کرتے ہوئے تین دن اور تین راتیں گزریں مگر صحرا تھا کہ ختم ہونے میں ہی نہ آ رہا تھا اور سب سے زیادہ پریشانی کی بات یہ تھی کہ اب اس کے پاس پانی اور خوراک ختم ہو چکی تھی اور گھوڑے کا چارہ بھی ختم ہو گیا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ زیادہ سے زیادہ تین روز کے سفر کے بعد صحرا کو عبور کر لے گا۔ اسی لحاظ سے اس نے خوراک کا بھی خیال رکھا تھا۔ مگر ابھی صحرا کے خاتمے کے کوئی آثار نظر نہیں آ رہے تھے۔ بہر حال مڑا کیا نہ کرتا۔ کسی نہ کسی طرح سے وہ آگے بڑھتا رہا۔ مگر جھک اور پھاس سے اس کی اور گھوڑے کی حالت خراب ہو گئی اور پھر ایک روز گھوڑا چلتے



چلتے گرا اور دم توڑ گیا۔
 شہزادہ خبزوہ کو اپنے والدگار ساتھی کی موت کا
 بید انوسس ہوا۔ مگر وہ کبھی کیا سکتا تھا بلکہ
 اب تو اُسے اپنی موت سلنے نظر آ رہی تھی۔
 اس نے چند منٹ تک گھوڑے کی یاد میں آنسو
 بہانے کے بعد وہ بیدیں ہی آگے بڑھنے لگا۔ اسکی
 طرح ایک دن اور گزر گیا۔ اب تو شہزادہ بھوک اور
 پیاس سے نڈھال ہو گیا۔ اس کی جان لبوں تک
 آگئی اور لمحہ بھر اس کی حالت خراب ہوتی چلی گئی۔
 آخر وہ ایک جگہ نہ کے بل گر گیا اور پھر
 سنانے کتنی دیر تک بے ہوشی کے عالم میں پڑا رہا
 اس میں چلنے تک کی سکت باقی نہ رہ گئی تھی
 بلکہ اب تو اپنی حالت کے پیش نظر وہ خدا تعالیٰ سے
 دل ہی دل میں دعا مانگتے لگا کہ اُسے جلد موت
 آجئے اور وہ اس عذاب سے بھوٹ جائے۔ مگر
 موت آہستہ آہستہ قریب آ رہی تھی۔

ابھی اُسے ریت پر پڑے ہوئے تھوڑی سی دیر
 گزری تھی کہ اچانک اس کے کانوں میں سائیں
 سائیں کی زردوار آوازیں پڑیں، اس نے سر اٹھا کر

۲۸
 اور دیکھا تو پھر حیرت کی شدت سے وہ اپنی بھوک
 پیاس بھول گیا اور یا تو اس سے ہاتھ نہیں
 ہلایا جاتا تھا۔ یا وہ تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اس نے
 آسمان پر ایک بڑے سے انڈے کو تیزی سے
 چکراتے ہوئے دیکھا۔ یہ انڈا گول نہیں تھا بلکہ
 کچھ لمبا تھا۔ پھر شہزادے کے دیکھتے ہی دیکھتے
 انڈا تیزی سے زمین کی طرف گرنے لگا اور ایک
 دھماکے سے ریت کے انڈے گھستا چلا گیا۔

شہزادہ خبزوہ حیرت کی شدت سے بت بنا یہ
 سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ ایک لمحہ کے لئے اس کو
 خیال آیا کہ شاید یہ جادو کا انڈا ہے اور اس میں
 بیٹھ کر زبانا جادوگر اُسے مارنے کے لئے آیا ہے۔
 چنانچہ اس خیال کے آتے ہی اس کا جسم تن سا
 گیا اور اس نے اٹھ کر بھاگ جانے کے متعلق سوچا
 مگر بھوک پیاس نے اُسے اس حد تک نڈھال کر
 رکھا تھا کہ کوشش کے باوجود وہ اٹھ کر بھاگ
 نہ سکا اور وہ بیٹھا رہ گیا۔

جب کافی دیر گزر گئی اور انڈے میں سے
 کوئی باہر نہ نکلا تو شہزادہ خبزوہ سرچنے لگا کہ یہ

کوئی اور چیز ہے۔ اگر اس میں زہا جاوگر ہوتا تو یقیناً اب تک باہر نکل کر آجاتا۔ وہ اسے قریب سے دیکھنے کے لئے بے چین ہو گیا۔

چنانچہ اس نے ریت پر آہستہ آہستہ کھسکا شروع کر دیا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے کی سرٹوڑ کوشش کے بعد وہ اس اندر کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے ڈرتے ڈرتے اندر پر ہاتھ پھیلا جو دراصل چلوں کا ٹوک کا جہاز تھا۔

شہزادے کا ہاتھ اچانک ایک ایسا جگہ پر پڑ گیا جس کو وہانے سے جہاز کا دروازہ کھل جاتا تھا۔

بیسے ہی شہزادے کا ہاتھ وہاں لگا جہاز کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھل گیا۔

شہزادہ جہاز کو اندر سے دیکھ کر بید حیران ہوا۔ اس نے زندگی بھر اس قسم کی شہزادگی نہ دیکھی تھی اس لئے وہ پہلے تو حیرت جبری نظروں سے آئے دیکھتا رہا پھر اسے ایک کونے میں دو نوزائیدار بچے پڑے ہوئے نظر آئے۔ گو ان دونوں نے عجیب و غریب لباس پہنے ہوئے تھے۔ مگر سوتے وہ دونوں انسان۔



www.paksociety.com

انہیں دیکھتے ہی شہزادہ تیزی سے رینگتا ہوا جہاز کے اندر چلا گیا اور ان دونوں کے قریب جا کر غر سے انہیں دیکھنے لگا۔
اس نے فوراً ہی محسوس کیا کہ وہ دونوں زندہ تو ہیں مگر بے ہوش ہیں۔ شہزادہ پورے بے حد عقلمند تھا اس لئے وہ سمجھ گیا کہ اس انڈے کے گرنے کے دھماکے سے وہ دونوں بے ہوش ہو گئے ہیں۔ اس نے انہیں ہوش میں لانے کی کوشش شروع کر دی اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کوششیں رنگ لائے لگیں۔ ان میں سے بڑے بڑکے کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔

زبا دیر اپنے محل کے ایک بڑے سے کمرے میں ایک بڑے سے پتنگ پر سویا ہوا تھا۔ کمرے کے اندر تین چار دیو بڑے مردانہ انداز میں ہاتھ باندھے کھڑے ہوتے تھے کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک سفید ڈارٹھی والا دیو اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک کانی بڑا ڈھول تھا۔ اس نے زبا دیر کے پتنگ کے قریب پہنچ کر ڈھول کو گگے سے اٹکایا اور پھر اُسے زور زور سے بجانے لگا۔ ڈھول کی آواز اتنی تیز تھی کہ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے اس کمرے کی چھت اڑ جائے گی۔ زبا دیر اسی طرح بے خبر سویا ہوا تھا۔
بڑے چالو کانی دیر تک ڈھول بجاتا رہا۔ اب ڈھول



کی آواز پہلے سے کہیں زیادہ تیز ہو گئی تھی اور پھر
زباں دیو نے کرٹھ کی۔ اسی لمحے بڑھے دیو نے
ڈھول بجانا بند کر دیا۔ وہ زباں دیو کو جگانے میں
کامیاب ہو چکا تھا۔

زباں دیو نے کرٹھ بدل کر آنکھیں کھولیں اور پھر
تیزی سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔ بڑھا دیو ڈھول سیمت مڑ
کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

میرے لئے ناشتہ لاؤ: زباں دیو نے گرجدار آواز
میں کمرے میں موجود دیوؤں سے مخاطب ہو کر کہا۔
اس کا حکم سنتے ہی ایک دیو تیزی سے مڑا
اور پھر تقریباً دوڑتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ چند
لمحوں بعد کمرے سے باہر انسانی چیخوں کی آواز
سنائی دینے لگی جو لمحہ بہ لمحہ نزدیک آتی جا رہی
تھی۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے انسانوں کو زبردستی
گھسیٹتے ہوئے کمرے کی طرف لایا جا رہا ہو۔
پھر دروازہ کھلا اور وہی دیو چار زبواؤں کو دیکھتا
ہوا اندر لے آیا۔ ان کے ہاتھ ان کی پشت پر مضبوطی
سے بندھے ہوئے تھے۔ خون کے مارے ان کے
رنگ نیل پڑ گئے تھے اور وہ بری طرح پہنچ رہے

تھے۔
 "اُو اُو آدم زادو، خوش ہر جاؤ کہ تم دیوؤں کے
 سردار زبانا دیو کی خوراک بننے والے ہو۔ زبانا دیو نے
 انہیں پیچھا دیکھ کر قہقہہ مارتے ہوئے کہا۔
 انہیں لے آنے والے دیو نے ایک نوجوان کو زور
 سے دھکا دیا اور وہ پیچھا ہوا زبانا دیو کے سامنے
 جا گرا۔

زبانا دیو نے فرما آسے بھٹ لیا اور دوسرے
 لے اس نے پوری قوت سے نوجوان کی گردن کو
 مروڑ لیا۔ نوجوان کے منہ سے آخری پیچھٹکی اور
 اس نے دم توڑ لیا۔ پھر زبانا دیو نے بڑے مزے
 لے لیکر اس کو نوح نوح کر کھانا شروع کر دیا۔
 وہ نوجوان کی ہڈیاں تک چبا گیا۔ اس کے منہ سے
 خون بہ رہا تھا مگر وہ چنٹارے لے لے کر کھا
 رہا تھا۔

منظر دیکھ کر باقی نوجوان خوف کے ماتھے بہہ رہے
 ہو کر گر پڑے۔ زبانا دیو نے ہاری ہاری ان سب کو
 کالیا اور پھر پیٹ پر ہاتھ رکھ کر نندہ دار ڈکار لی
 اور پھر اٹھ کھڑا ہو گیا۔

"میں ایک کام کے لئے دنیا میں جا رہا ہوں۔ اس
 لئے میں چاہتا ہوں کہ شہزادی طاہرہ سے بات کر
 لوں۔ اگر وہ مان جائے تو پھر باہر جانے سے پہلے
 شادی کر لوں۔" زبانا دیو نے ایک دیو سے مخاطب
 ہو کر کہا۔

"بہتر سردار! میں ابھی شہزادی طاہرہ کو حاضر کرتا
 ہوں۔" دیو نے موڈبانہ لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے
 کمرے سے باہر چلا گیا۔

"کمرے سے خون وغیرہ صاف کر دو کہیں وہ حسین
 شہزادی خوف زدہ نہ ہو جائے۔" زبانا نے ایک اور
 دیو سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور دوسرے دیو نے ایک کپڑا اٹھا کر بڑی پھرتی
 سے فرش پر موجود خون کے دھبے صاف کر دیئے۔

تھوڑا دیر بعد دروازہ کھلا اور پہلا دیو ایک
 انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی کو لئے اندر داخل ہوا۔
 لڑکی کا چہرہ رو رو کر سوچا ہوا تھا اور اس کی
 آنکھوں سے دیرانی اور خون جھلک رہا تھا۔

"کرسی پر بیٹھ جاؤ شہزادی طاہرہ۔" زبانا دیو نے
 اپنی طرف سے لہجے کو نرم کرتے ہوئے کہا۔ مگر اس

کے باوجود اس کے لیے میں اتنی کڑک بھئی کہ شہزادی ظاہرہ اور بھی سہم گئی۔

”دیکھو شہزادی ظاہرہ! میں تمام دنیا کے دیروں کا سردار ہوں اور تم مجھے پسند آگئی ہو۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تمہیں دنیا کے تمام دیروں کی ملکہ بنادوں۔ یاد رکھو عکہ بننے کے بعد پوری دنیا کے دیروں کے ساتھ ساتھ شہزادی ظاہرہ سے بھی چاہو گی ویسے ہی ہوگا۔ جتنی عیش و عشرت سے تم زندگی گزارو گی اس کا تصور بھی کوئی نہیں کر سکتا۔ بولو، کیا تم میسرے ساتھ شادی کرنے کے لئے تیار ہو؟“ زبانا دیرو نے شہزادی ظاہرہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں تمہارے ساتھ شادی تو ایک طرف تمہارے منہ پر تھوکتی بھی نہیں۔“ شہزادی ظاہرہ نے نفرت بھری لہجے میں کہا۔

”دیکھو شہزادی، میسرے غصے سے پوری دنیا کا پتی ہے۔ اس لئے میرے جلال کو آواز نہ دو، ورنہ میں اگر چاہوں تو تم کی تہا سے خانان کو زندہ جلا دوں۔“ زبانا دیرو نے اسے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم جو چاہو کرلو۔ میرے ساتھ میرا اللہ ہے۔ وہ

تم سے زیادہ طاقتور ہے۔ بہر حال یہ بات سمجھو کہ میں مر رہا ہوں اور تمہارے ساتھ شادی نہیں کروں گی۔“ شہزادی ظاہرہ نے بھی جواب میں لہجے کو غصیلے بناتے ہوئے کہا۔

”ہوں تو تم میسرے طرح نہیں مانو گی، بہر حال میں تم سے ابھی زبردستی نہیں کرنا چاہتا۔ میں نے تمہیں ایک ماہ کی معیاد دے رکھی ہے۔ ایک ماہ کے اندر تم اچھی طرح سوچ لو۔ اس کے بعد وہی ہو گا جو میں چاہوں گا۔“ زبانا دیرو نے کہا اور پھر اس نے دیرو کو اشارہ کیا کہ وہ شہزادی ظاہرہ کو باہر لے جائے۔

اس کا اشارہ ملنے ہی دیرو شہزادی ظاہرہ کو سہرا لے کر سے باہر چلا گیا۔

”یہ بڑی یوں نہیں ملنے گی، اس کے ساتھ زبردستی کرنی ہی پڑے گی۔“ ایک دیرو نے مودبانہ لہجے میں زبانا دیرو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ہاں، مگر میں نہیں چاہتا کہ اتنی خوبصورت دیرو کے ساتھ زبردستی کروں۔ بہر حال ایک ماہ بعد دیکھا جائے گا۔ فی الحال اسے ہر قسم کی سہولت مہیا کی جائے۔“

زباناً دیر نے حکم دیتے ہوئے کہا۔
 ”بہتر سردار، آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ اور
 دیر نے سر جھکائے ہوئے کہا۔
 اور پھر زباناً دیر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے
 سے باہر نکلتا چلا گیا۔

پلوک نے جیسے ہی آنکھ کھولی، اس کی نظر
 ایک پریشانی مالا نوجوان پر پڑی جو اس پر جھکا
 ہوا تھا۔ پلوک تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
 اسی لمحے پلوک کو جی ہوش آگیا۔ وہ دونوں
 بڑی نیرت سے چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔ پھر
 جب انہوں نے دیکھا کہ وہ اپنے ہی جہاز میں
 ہیں اور جہاز صبح سالم ہے تو ان دونوں کے چہروں
 پر اطمینان بھٹکنے لگا۔

”تم دونوں کون ہو اور اس انڈے میں بیٹھ کر
 کہاں سے آئے ہو؟“ شہزادہ خود نے بڑے نقابت آمیز
 لہجے میں ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس کی آواز
 اتنی کمزور تھی کہ پلوک پلوک دونوں اُسے چونک

کر دیکھنے لگے۔
پلوٹک اس کا جلد دیکھ کر ذرا سمجھ گیا کہ وہ
بھوکا اور پیاسا ہے۔

”کیا تم بھوکے پیاسے ہو؟ پلوٹک نے اس کی
بات کا جواب دینے کی بجائے انا سوال کیا۔
”ہاں، میں سمرا میں پھنس گیا ہوں۔ میرا گھوڑا
مر گیا ہے اور میری خوراک اور پانی ختم ہو گیا
ہے۔“ شہزادہ خوبرو نے جواب دیا۔

”اوه پھر باقیوں بعد میں ہوں گی، پہلے تمہاری
مالت درست ہونا چاہیے۔“ پلوٹک نے ہمدردانہ لہجے
میں کہا۔ اور پھر اس نے جہاز کا ایک خفیہ خانہ
کھولا اور اس میں موجود برتنوں میں سے سرخ رنگ
کی ایک گولی نکال کر شہزادہ خوبرو کو دیتے ہوئے
اسے ننگھنے کے لئے کہا۔

”کیا چیز ہے؟“ شہزادہ خوبرو حیرت سے اس
گولی کو دیکھنے لگا۔

”تم اسے نکل جاؤ، اس سے تمہاری بھوک اور
پیاس ختم ہو جلتے گی اور تمہاری حالت درست
ہو جائے گی۔“ پلوٹک نے اسے سمجھایا۔

شہزادہ خوبرو ایک لمحے کے لئے ہچکچایا پھر اس
نے گولی منہ میں ڈال لی۔ چونکہ اس کا حلق
پیاس کی شدت سے خشک ہو رہا تھا اس لئے اس
نے بڑی کوشش کر کے گولی کو نگلا اور پھر
وہ حیران رہ گیا کیونکہ جیسے ہی گولی اس کے
حلق سے نیچے اتری۔ اس کے جسم میں طاقت اور
توانائی کی لہریں دوڑنے لگیں اور اسے یوں محسوس
ہوا جیسے اس کی تمام بھوک اور پیاس ختم ہو گئی
ہو۔ وہ اپنے آپ کو تروتازہ محسوس کرنے لگا۔

”یہ تو کوئی جادو کی گولی ہے۔ مجھے یوں محسوس
ہو رہا ہے جیسے میں نے پوری چھاگ پانی کی پنی
لی ہو اور خوب ڈٹ کر کھانا کھایا ہو۔“ شہزادہ
خوبرو نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر
اب پوری طرح رونق آ گئی تھی اور وہ اپنے
آپ کو یوں محسوس کر رہا تھا جیسے وہ کبھی صحرا میں
داخل ہوا نہ ہو۔

”اب تم اپنا تعارف کراؤ کہ تم کون ہو اور
ہمارے جہاز میں کیسے آئے۔“ پلوٹک نے شہزادہ خوبرو
سے مخاطب ہو کر کہا۔

"پلوک ہم تو اس دت صحرا میں ہیں۔ بہلا جا رہے ہیں۔ زیادہ ریت میں دھنسا ہوا ہے۔" پلوک نے جراب تک خاموش بیٹھا تھا، اٹھ کر شیخ سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

"چلو اچھا ہے کہ بہلا جہاز ریت میں گرا ہے ورنہ سجانے اس بار کیا ہوتا؟" پلوک نے کہا اور پھر وہ شہزادہ خورود سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔
"ہاں تو درست بتاؤ: پلوک نے کہا۔

"میں تک بکران کا شہزادہ ہوں۔ میرا نام خورود ہے۔ ایک دیو میری میگز شہزادی طاہرہ کو اٹھا کر لے گیا ہے اور میں اُسے چھلانے کے لئے جا رہا ہوں کہ اس صحرا میں چھنس گیا۔ اور اگر تم نہ آتے تو شاید بکران پیاس سے اڑیاں رگڑا کر مر جاتا۔ شہزادہ خورود نے مختصر الفاظ میں اپنے متعلق بتلایا۔

"دیو اور شہزادہ۔" پلوک دنگوں شہزادہ خورود کی بات سن کر حیران رہ گئے۔

"ہاں ہاں میں غلط نہیں کہہ رہا۔" شہزادہ خورود نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔ اس نے

یہ سمجھا کہ وہ دونوں اس کی بات کو غلط سمجھ رہے ہیں۔

"کمال ہے اس دور میں دیو بھی ہیں اور شہزادے بھی۔ ہم تو بچپن میں ایسی کہانیاں پڑھتے تھے کہ شہزادی کو دیو اٹھا کر لے جاتا ہے اور شہزادہ لے لے چھلانے جاتا ہے۔" پلوک نے کہا۔

"کون دور، میں سمجھا نہیں، میں صحیح کہہ رہا ہوں، وہ ظالم دیو واقعی میری میگز کو اٹھا کر لے گیا ہے۔" شہزادے نے اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ تم غلط کہہ رہے ہو، البتہ ہم تمہاری بات پر حیران ہو رہے ہیں۔" پلوک نے کہا۔

"پلوک کیوں نہ ہم بھی شہزادے کے ساتھ چلیں میں نے کبھی کچھ کچھ کا دیو نہیں دیکھا صرف کہانیوں میں پڑھا ہے۔" پلوک نے اشتیاق سے پُراہے کہا۔

"ہاں واقعی میں نے بھی کبھی دیو نہیں دیکھا ہم ضرور چلیں گے اور شہزادے کی مدد بھی کریں

گے۔ چلوںک بھی روانہ ہو گیا۔
 "مگر پہلے تم مجھے یہ تو بتاؤ کہ تم دونوں کون
 ہو اور یہ انڈا کس قسم کا ہے۔ اس کے اندر
 یہ کیا چیزیں ہیں اور تم کہاں سے آئے ہو۔"
 شہزادے نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "تم ہمارے متعلق زیادہ تفصیل سے نہیں سمجھ سکو
 گے۔ بہر حال ہم مختصر طور پر تمہیں اپنے متعلق بتلا
 دیتے ہیں۔ میرا نام چلوںک ہے اور یہ میرا پھوپھا بھائی
 لوںک ہے۔ ہمارے ڈیڑھی بہت بڑے سائنسدان تھے۔
 چلوںک نے اپنا تعلق کرانا شروع کیا۔
 "ڈیڑھی اور سائنسدان کیا مطلب؟" شہزادہ نے ان
 کی بات کاٹتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔
 "ڈیڑھی کا مطلب ہے والد صاحب اور سائنسدان
 کا مطلب ہے جو سائنس جانتا ہو۔ چلوںک نے اُسے
 سمجھاتے ہوئے کہا۔
 "سائنس کیا چیز ہے؟" شہزادہ ابھی تک حیران
 تھا۔

اب ظاہر ہے چلوںک شہزادے کو سائنس کے
 متعلق کیا سمجھتا۔ کچھ لمحے سوچتا رہا پھر کہنے لگا۔

"دیکھو یہ جہاز جسے تم انڈا کہتے ہو یہ ہمارے
 ڈیڑھی نے سائنس کی مدد سے بنایا ہے۔ یہ گولی جسے
 تم نے ابھی ابھی نکلا ہے اور جس سے تمہاری
 جہاز چلی ختم ہو گئی ہے۔ یہ بھی ہمارے ڈیڑھی
 نے سائنس کی مدد سے بنائی ہے۔ چلوںک نے اُسے
 مثالیں دیتے ہوئے کہا۔

"اگر میں سمجھ گیا۔ تمہارے والد بزرگوار جادوگر تھے۔"
 شہزادے نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"اچھا چلو تم جادوگر ہی کہہ لو۔ ہمارے ڈیڑھی
 نے یہ جہاز بنایا جو ہوا میں اڑتا ہے اور اس
 زمین سے بھی باہر نکل کر دوسری دنیاؤں میں چلا
 جاتا ہے۔" چلوںک نے کہا۔

"مگر اس کے پر تو نہیں ہیں پھر یہ کیسے اڑتا
 ہے؟" شہزادے کی آنکھیں حیرت سے چھٹی ہوتی گئیں
 "بس تم یوں سمجھ لو کہ جادو جسے ہم سائنس
 کہتے ہیں اس سے اڑتا ہے۔ جہاز یہ جہاز ہوا
 میں خراب ہو گیا تو ہم نیچے آ گئے۔ اب ہم
 اسے ٹھیک کر کے پھر اڑ جائیں گے۔" چلوںک نے کہا۔
 "مگر تم نے تو وعدہ کیا تھا کہ زہا۔ دلہ سے

شہزادی طاہرہ کو پھرانے میں میری مدد کر دو گے۔
شہزادے خوبرو نے اس کی بات سن کر چونکتے
ہوتے کہا۔

"اوہ ہاں ٹھیک ہے۔ پہلے ہم تمہاری مدد
کریں گے۔ پھر تمہیں اور تمہاری منیجر شہزادی طاہرہ
کو گھر پہنچانے کے لیے بائیں گے۔" چلوک نے ہنستے
ہوتے کہا۔

"ارے نہیں میں تمہیں نہیں جانے دوں گا۔ تم
میں سے دوست ہو۔ ہم اکٹھے رہیں گے تمہارے جہاز
میں سیر کریں گے، گھومیں پھریں گے۔" شہزادہ خوبرو
سنے ضد کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا اچھا پھر دیکھا جاتے گا۔ پہلے شہزادی طاہرہ
کو تو چھڑا لیں۔" چلوک نے کہا۔

"ہاں چلو، مگر ہمیں پیلک یہ صحرا عبور کرنا پڑے
گا۔" شہزادہ خوبرو نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"تم فکر نہ کرو، میں ابھی جہاز کو درست کرتا
ہوں پھر اس جہاز میں اڑ کر جائیں گے۔" چلوک
نے جواب دیا۔

"چلوک! شہزادی طاہرہ کو دیر کے پہنچنے سے

پھرانے تو بچہ آسان ہے۔ ہم جہاز اس کے عمل
کی پخت پر اتار دیں گے۔ شہزادی طاہرہ کو پکڑ
کر جہاز میں ڈالیں گے اور اڑ جائیں گے۔ دیر
غریب میں کہاں پکڑ سکتا ہے۔" ملزوک جو اب
ملک خاموش بیٹھا تھا کچھ سوچ کر بولا۔
"ہاں، ایسا ہو تو سکتا ہے مگر دیر پھر آکر
شہزادی طاہرہ کو اٹھانے جائے گا۔ اس لیے دیر کا
خاتمہ ضروری ہے۔" چلوک نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے تم نے صحیح کہا ہے۔ بہرحال تم جہاز
درست کرو تاکہ ہم جلد از جلد دیر کے محل میں
پہنچ جائیں۔" ملزوک نے کہا۔

چلوک ایک بار پھر لال کتاب نکال کر جہاز
کو درست کرنے کے کام میں جُٹ گیا۔ اُسے کام
کرتے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ ہوا تھا کہ اچانک
ایک ہلکا سا دھماکا ہوا اور جہاز میں نیلے رنگ
دھواں بھر گیا۔

"ارے کیا ہوا؟" ملزوک چونک کر بولا۔

چلوک پہلے تو ایک لمحے کے لئے حیران بیٹھا رہا
پھر اس نے تیزی سے لال کتاب کھولی اور اس

کا عرصہ چاہیے۔ چلوک نے بتایا۔
 "اوپر بیس سال، مگر ہم بیس سال کیا یہاں ٹھہرائیں
 میں گزاریں گے اور پھر ہم یہ گیس بنائیں گے کیسے۔
 چلوک اب حقیقت میں سچے پریشان ہو گیا۔

ڈیڑی نے کہا ہے کہ اس پرزے کو جہاز میں
 دوبارہ فٹ کر دیا جائے اور جہاز کو بنی بنا کر
 اپنے پاس رکھ لیا جائے۔ بیس سال کے دوران جہاز
 کو بڑا نہ کیا جائے تو بیس سال بعد خود بخود اس
 ڈبے میں دوبارہ گیس بھر جائے گی جو ایک ہزار
 سال تک جہاز کو چلاتی رہے گی۔ چلوک نے کہا۔
 "اوپر یہ تو بہت بُرا ہوا، بے حد بُرا، کم سے
 کم اس صحرا سے تو نکل جاتے۔ چلوک نے سر
 پکڑتے ہوئے جواب دیا۔

"صحرا سے نکلنے تک کی گیس تو موجود ہے۔
 ایک جھکے میں ہم صحرا سے نکل جائیں گے مگر پھر
 ہمیں بیس سال انتظار کرنا پڑے گا۔" چلوک
 نے کہا۔

"کیا ہوا، کچھ مجھے بھی بتاؤ تم لوگ کیا باتیں
 کر رہے ہو اور کیوں پریشان ہو؟" شہزادہ خربرو

کی درق گردانی کرنے لگا اور پھر چند لمحوں بعد
 سر پکڑ کر بیٹھ گیا۔
 "غضب ہو گیا چلوک غضب ہو گیا۔" چلوک نے
 پریشان کن لہجے میں کہا۔
 "کیا ہوا؟" چلوک بھی چلوک کی حالت دیکھ
 حیران رہ گیا۔

"اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا
 ہے۔ یہ چھوٹا سا ڈبہ دیکھ رہے ہو، اس کی
 لیور بچھ گیا تھا۔ میں اسے سیدھا کر رہا تھا کہ
 لیور کی اوپر والی سطح پر چوٹ پڑ گئی اور نیلے
 رنگ کی گیس باہر نکل گئی! چلوک نے چلوک
 کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر کیا ہوا، مجھے تو کچھ سمجھ میں نہیں
 آیا۔" چلوک نے کہا۔

بچوں نے ڈیڑی کی کتاب اس پرزے کے متعلق
 پڑھی ہے، اب اس میں لکھا ہوا ہے کہ یہ نیلے
 کی گیس اس جہاز کا ایندھن ہے۔ اگر یہ نکل
 ہو گئی تو جہاز نہیں چلے گا۔ اور اگر یہ نکل
 ہو جائے تو پھر اسے بنانے کے لئے بیس سال

جو خاموش بیٹھا دونوں کی شکلیں دیکھ رہا تھا آڑ
 رہ نہ سکا اور بول پڑا۔

”ہمارا جہاز خواب ہو گیا ہے اب یہ بیس سال
 تک ٹھیک نہ ہو سکے گا۔“ چلوک نے مختصر سا
 جواب دیا۔

”اور یہ تو بہت بڑا ہوا۔“ شہزادہ خوبرو بھی
 افسوس کرنے لگا۔

”چلوک تو اتنا گھبرایا کہ رونے لگا۔“

”ارے ارے روتے کیوں ہو، کیا ہوا، بیس
 سال گذرتے دیر لگتی ہے۔ ہم شہزادہ خوبرو کے
 ساتھ رہیں گے، خوب گھومیں گے پھرے گے۔ پھر
 جب بیس سال گذر جائیں گے تو جہاز میں بیٹھ
 کر کسی اور دنیا میں چلے جائیں گے۔“ چلوک نے
 اسے تسلی دیتے ہوئے کہا، اور چلوک خاموش
 ہو کر آنسو پونپونے لگا۔

چلوک نے جلدی سے وہ ڈبہ دوبارہ منٹ
 کیا اور پھر باقی مشینری ٹھیک کرنے لگا۔ تقریباً
 آدھے گھنٹے بعد اس نے پہلے کا اعلان کر دیا۔
 اور پھر وہ دونوں اپنی اپنی سیٹوں پر بیٹھ گئے۔

شہزادہ خوبرو کو بھی انہوں نے شیشے کے ساتھ
 ایک کرسی پر بیٹھا دیا۔

”تم اس شیشے میں دیکھتے رہو اور جب ہم
 دوار کے عمل کے پاس پہنچ جائیں تو ہمیں بتا
 دینا۔“ چلوک نے کہا اور پھر اس نے جہاز کے
 اڑنے والا ٹین دبا دیا۔

جہاز ایک زور دار جھٹکا کھا کر ریت سے باہر
 نکلا اور آسمان پر بند ہوتا چلا گیا۔

چلوک جہاز کو زیادہ بلندی پر نہ لے گیا اور
 ستوری بلندی پر لے جا کر اس نے سیدھی پرواز
 شروع کر دی۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں ستوری سہی
 نیچی ہوتی گیس بلندی پر جانے میں ہی نہ ختم ہو
 جاتے اور پھر وہ دوبارہ صحرا میں آگریں۔

شہزادہ خوبرو شیشے سے باہر کے مناظر دیکھ
 رہا تھا حیرت اور تعجب سے اس کی آنکھیں
 چمکی ہوئی تھیں۔

چلوک جہاز کو خاص تیز رفتاری سے سیدھا
 اڑاتا چلا گیا اور پھر زیادہ سے زیادہ پانچ منٹ
 گذرے ہوں گے کہ انہیں دور سے دیران پہاڑ



نظر آنے لگ گئے۔
 صحرا ختم ہونے والا ہے کہاں ہے۔ حیرت
 سے یہ تو واقعی جاو کا انڈا ہے۔ شہزادے نے
 خوشی سے اچھلتے بولتے کہا اور پھر چند لمحوں
 بعد وہ صحرا عبور کر کے پہاڑی سلسلہ کے اوپر
 پرواز کرنے لگے۔ اسی لمحے انہیں چار پہاڑیوں کے
 دامن میں ایک عظیم الشان محل نظر آگیا۔
 "وہ دیکھو وہ زبانا ہادوگر کا محل ہے۔ شہزادہ
 خوبد محل کو دیکھتے ہی چھینے لگا۔ اس کی طرف
 چلوںک نے جہاز کا رخ اس محل کی طرف
 موڑ دیا۔ مگر ابھی وہ محل سے مقبوضی دور تھے
 کہ اچانک جہاز کو زور زور کے جھٹکے لگنے لگے۔
 "گیس ختم ہو گئی! چلوںک نے کہا۔ اور پھر
 اس نے تیزی سے جہاز کو ایک پہاڑی کی
 چوٹی پر اتار کر بند کر دیا۔
 چلوںک نے جہاز کا دروازہ کھولا اور باہر پلنے
 کا اشارہ کیا۔
 لوںک بڑی افسردگی سے جہاز کو دیکھتے ہوئے
 باہر جاتے لگا۔

انہ کاں ہے، میں تو اس جہاز پر سخت حیرتنا
 ہوں: شہزادے خورد نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
 وہ دیکھو چلوںک مصل کی دیوار سے کون جھانک
 رہا ہے؟ اچانک ٹورک نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "اسے دلتی یہ تو کوئی دلیر گنا ہے۔ اس کی
 شکل تو بالکل ویسی ہے جیسی ہم کتابوں کی تصویروں
 میں دیکھتے تھے۔ چلوںک بھی حیران ہو کر ادھر دیکھنے لگا۔
 "ان یہ دلیر ہیں دیکھ رہا ہے۔ ابھی یہ ہیں
 پلانے کے لئے آ جائیں گے۔ شہزادہ خورد نے کہا اور
 اس کے ساتھ ہی اس نے نیام میں سے تلوار
 پھینک لی۔

چند لمحوں بعد چلوںک ٹورک نے دیکھا کہ اس
 محل کا بڑا سا پھانگ کھلا اور دو لیم و شمشیم اور
 نونگ شکوں دلتے دیو باہر نکل کر ہوا میں اڑتے
 ہوئے ان کی طرف آنے لگے۔
 "شہزادہ اور ٹورک یہ بات سن لو کہ تم نے
 فی الحال ان کا مقابلہ نہیں کرنا۔ یہ ظاہر ہے کہ وہ
 پھو کر اپنے سروار کے پاس لے جائیں گے۔
 وہاں جا کر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔" چلوںک نے

اپنا پستول تولے لو کام آئے گا اس
 کی گیس تو ختم نہیں ہوتی۔ چلوںک نے کہا۔
 "انہ ان میں تو پستول کو بھول ہی گیا تھا۔
 ٹورک نے کہا اور پھر اس نے ایک خانہ کھول
 کر اس میں سے پستول نکال لیا۔
 چلوںک نے بھی اپنا پستول نکالا اور پھر وہ
 دونوں جہاز پر الوداعی نظریں ڈالتے ہوئے شہزاد
 سمیت باہر آ گئے۔

باہر آ کر چلوںک نے جہاز کا دروازہ بند کیا
 اور پھر اس کے چھوٹے ہوسے والا ٹین واپا دیا۔
 جہاز تیزی سے سکوڑنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے
 ایک چھوٹے سے ٹین جتنا ہو گیا۔ چلوںک نے
 اسے اٹھا کر جیب میں ڈال لیا۔ اب وہ بیس
 سال بعد ہی جہاز کو بڑا کر سکتے تھے۔
 "یہ کیا ہوا، جہاز کہاں گیا؟ شہزادہ پاگلوں کی
 طرح ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔
 "میرا جیب میں ہے۔" چلوںک نے کہا اور پھر
 وہ ٹین نکال کر آتے دکھایا اور سمجھا دیا کہ اس
 نے جہاز کو چھوٹا کر لیا ہے۔

انہیں میں نہیں جانتا۔ پارکا دیو نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔ ویسے اب وہ قدرے پریشان ہو گیا تھا۔ دراصل جس طرح اطمینان سے چلو سک انا سے بات کر رہا تھا اس سے وہ گھبرا گیا تھا کہ یہ کوئی خاص حیثیت رکھتے ہیں۔

بحرظلمات تاریکی کے سندر کو کہتے ہیں۔ جہاں سب دیرتا رہتے ہیں۔ دیوڑوں کا دیرتا شوشو دیرتا بھی وہیں رہتا ہے۔ شوشو دیرتا ہی سب دیوڑوں کو پیدا کرتا ہے اور وہی سب کو مارتا ہے۔ وہ چاہے تو ایک لمحے میں پورے دنیا کے دیوڑوں کا خاتمہ کر دے اور اگر چاہے تو دیوڑوں کو اور بھی زیادہ قوت اور طاقت دے دے۔ ہم شوشو دیرتا کے نمائندے ہیں اور اس نے ایک خاص پیغام دیکر ہمیں زبانا دیو کے پاس بھیجا ہے۔

چلو سک نے دیو کے سامنے پوری تقریر کر ڈالی۔ وہ چہرہ تو تم ہمارے معزز مہمان ہوئے۔ اور پھر ہمارے ساتھ محل میں چلو۔ زبانا دیو کل تک آجاتے گا۔ پھر تم اس سے بات کر لینا۔ دیو نے خوشنودہ بولتے ہوئے کہا۔

ان دونوں کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ اور یہ بات دونوں کی سمجھ میں آگئی۔

اتنی دیر میں دونوں دیو ان کے قریب پہنچ کر کھڑے ہو گئے۔

کون بر تم اور کہاں سے آئے ہو؟ ایک دیو نے بڑے غصیلے لہجے میں کہا۔

یہ زبانا دیو کا محل نہیں ہے۔ چلو سک نے کہا۔

ان یہ دیوڑوں کے سوار زبانا دیو کا محل ہے؟ اسی دیو نے جواب دیا۔

کیا زبانا دیو محل کے اندر موجود ہے؟ چلو سک نے دوسرا سوال کیا۔

نہیں وہ اس وقت کسی کام کی غرض سے دنیا میں گیا ہوا ہے۔ دیو نے جواب دیا۔

تمہارا کیا نام ہے؟ چلو سک سوال پر سوال کئے جا رہا تھا۔

میرا نام پارکا دیو ہے۔ اس دیو نے جواب دیا۔

تو سنو پارکا دیو! ہم بحرظلمات سے آئے ہیں۔ بحرظلمات جانتے ہو؟ چلو سک نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا۔

اور ایسی کہانیاں بھی پڑھی تھیں جن میں شہزادے
دیروں کی پشت پر بیٹھے اڑتے ہیں۔ اور آج انہیں
فرد اس بات کا تجربہ ہو رہا تھا۔
دیرو اڑتے ہوئے محل کے اندر پہنچ گئے۔ یہاں
ہر انہوں نے ان تینوں کو نیچے اتارا۔ ان کے
دعاں پہنچتے ہی بے شمار دیروں کے گرد اکٹھے
ہو گئے۔ پالوکا دیرو نے وہ تمام باتیں انہیں بتلا
دیں جو پلوک نے کہی تھیں۔

باتیں سنا کر باقی دیرو بھی ان سے خوفزدہ
ہو گئے اور ان سے اب سے پیش آنے لگے۔
"اؤ شو شو دیروا کے نمائندہ میں تمہیں تمہارے
کمرے تک پہنچا دوں۔" پالوکا دیرو نے کہا۔ اور پھر
وہ انہیں اپنے ہمراہ لے کر ایک کمرے کی طرف
چل دیا۔

"سنو پالوکا دیرو! چلتے چلتے اچانک پلوک نے
پالوکا دیرو سے۔ مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا بات ہے؟" پالوکا دیرو نے مڑ کر پوچھا۔
"تمہارے سروار زیانا دیرو کا یہ محل تو بیحد خوبصورت
ہے۔ ہم نے بہت سے خوبصورت محل دیکھے

"ان پلوک نے کہا۔
"ہم آپ کو اپنی پشت پر اٹھا لیتے ہیں۔
اس طرح ہم جلدی محل تک پہنچ جائیں گے۔" پالوکا
دیرو نے کہا۔

"تم نے بالکل صحیح سوچا ہے۔ تم خاصے عقلمند
صدم ہوتے ہو۔ ہم زیانا دیرو سے تمہاری سفارش
کریں گے کہ تمہیں کوئی اچھا سا عہدہ دے۔" پلوک
نے اسے خوش کرنے کے لئے کہا اور پالوکا دیرو
نے واقعی خوشی سے دانت نکال دیئے۔ پھر پلوک
پلوک پالوکا دیرو کی پشت پر سوار ہو گئے اور
شہزادہ خوبرو دوسرے دیرو کی کمر پر بیٹھ گیا اور
دونوں دیرو برا میں اڑنے لگے۔

پلوک پلوک کو یہ سفر کچھ عجیب سا لگ
رہا تھا اب تک وہ جہاز میں بیٹھ کر غلاؤں
میں اور دوسرے سیاروں تک اڑتے رہے تھے اور
اب وہ پہلی بار جہاز کی بجائے ایک خوفناک
مخلوق دیرو کی پشت پر بیٹھے اڑ رہے تھے۔
آج تک وہ تصویروں میں دیروں کو دیکھتے رہے
تھے اور انہوں نے ایسی تصویریں بھی دیکھی تھیں

”آدم زار لڑکی سے . وہ کیوں؟“ چلوںک نے حیران
ہوتے ہوئے کہا۔

”بس سردار کی مرضی . آسے وہ لڑکی بیحد پسند
آئی تھی اس لئے سردار آسے اٹھا لیا . سردار
تر فوراً اس سے شادی کرنا چاہتا تھا مگر وہ
لڑکی نہیں مانی . جس پر سردار نے آسے ایک ماہ
تک سوچنے کی مہلت دیا ہے . اگر وہ ایک ماہ
کے دوران مان گئی تو ٹھیک . ورنہ پھر سردار زبردستی
اس سے شادی کر لے گا . پلوںک دیو نے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

”مگر کیا وہ خاص لڑکی ہے؟“ چلوںک نے انجان
ہوتے ہوئے پوچھا۔

”ہاں وہ ملک بولکان کی شہزادی ہے . اس کا
نام شہزادی طاہرہ ہے وہ بیحد خوبصورت ہے بیحد
خوبصورت . پلوںک دیو نے جواب دیا۔

”اچھا پھر تو ہم آسے ضرور دیکھیں گے . یقیناً
وہ بے حد خوبصورت ہوگی . چلوںک نے کہا۔
”ہاں بیحد خوبصورت . تم دیکھو گے تو ہمارے
سردار کی پسند کی بار دو گے . آؤ میں تمہیں

ہیں مگر یہ عمل تو بیحد خوبصورت ہے .“ چلوںک
نے عمل کی طرز دیکھتے ہوئے تعریفی سہجے
میں کہا۔

”ہاں بہار سردار بیحد عقلمند ہے . اس نے
خود اپنی نگرانی میں یہ عمل بنوایا ہے . پلوںک
دیو نے عمل کی تعریف شکر خوش ہوتے
ہوتے کہا۔

”پھر پلوںک دیو ، ہم آرام کرنے کرسے میں بہ
میں جاؤں گے . جیسے پہلے اس عمل کی سیر
کراؤں . پلوںک نے کہا۔

”ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی . پلوںک دیو
نے راضی ہوتے ہوئے کہا۔
اور پھر پلوںک دیو انہیں لے کر محل میں
گھمانے لگا۔

”سردار زبانا نے شادی کر لی ہے . چلوںک نے
چلتے چلتے پوچھا۔

”نہیں ابھی نہیں مگر ایک ماہ بہ سردار ایک
آدم زار لڑکی سے شادی کر لے گا . پلوںک دیو نے
انہیں بتلایا۔

اس سے لا لڑائی۔ پارکا دیو نے کہا اور پھر وہ انہیں
 یجر مل کے آخری حصے کی طرف بڑھ گیا۔
 جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے جا رہے تھے شہزادہ
 خورہ کے دل کی دھڑکنوں میں اضافہ ہوتا جا رہا
 تھا۔ اور اب وہ یہ بھی سوچ رہا تھا کہ زبا
 دیو کے آنے سے پہلے ہی وہ کسی طرح شہزادی
 طاہرہ کو یہاں سے نکال کر لے جاتے مگر ساتھ
 ہی وہ یہ بھی سوچتا کہ زبا دیو دوبارہ مل میں
 آکر شہزادی کو اٹھا کر لے جا سکتا ہے۔ آخر
 اس نے چلوک کی عقلمندی پر فیصلہ چھوڑ دیا کیونکہ
 اب تک چلوک نے انتہائی عقلمندی سے عمل کر
 دیوں کو بے وقت بنا لیا تھا۔

آخر چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے کمرے
 کے سامنے جا کر رک گئے۔ کمرے کا دروازہ باہر
 سے بند تھا۔

پارکا دیو نے دروازہ کھولا اور پھر وہ انہیں
 لئے ہوتے اندر داخل ہو گیا۔

شہزادہ خورہ نے دیکھا کہ سامنے ایک چنگ پر
 شہزادی طاہرہ خاموش سر جھکاتے بیٹھی تھی۔ دروازہ

کھینے پر اس نے نظریں اٹھا کر دیکھا اور پارکا دیو
 کے ساتھ آدم زادوں کو دیکھ کر وہ ہونک پڑی۔ اسی
 لمحے اس کی نظریں شہزادہ خورہ پر پڑیں۔ اور
 ایسا محسوس ہوا جیسے اسے بسلی کا کرٹ لگ
 گیا ہو۔

خورہ اس کے منہ سے نکلا اور وہ بسلی کی
 سا تیزی سے اٹھ کر دوڑتی ہوئی شہزادہ خورہ
 سے آ کر لپٹ گئی۔

مجھے یہاں سے لے چلو خورہ مجھے یہاں سے
 لے چلو۔ وہ بری طرح روتے ہوئے کہہ رہی
 تھی۔

پارکا دیو پہلے تو چند لمحے حیرت سے کھڑا
 دیکھا رہا۔ پھر اس نے آگے بڑھ کر شہزادی طاہرہ
 کو بازو پکڑا اور اسے کھینچ کر شہزادہ خورہ سے
 علیحدہ کرنے لگا۔

شہزادہ ہٹ جاؤ۔ اسے ہاتھ مت لگاؤ۔ چلوک
 نے پیچھے کر پارکا سے کہا۔

پارکا دیو نے گھبرا کر ہاتھ چھوڑ دیا۔

سنو پارکا اگر تمہیں اپنی زندگی عزیز ہے تو

ناوشی سے ایک طرف کھڑے ہو باز۔ ہم شہزادی ظاہرہ کو اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں۔ پھر ہم بنائیں اور زبان دیو۔ لیکن اگر تم نے ہمارے راستے میں رکاوٹ بننے کی کوشش کی تو نتیجہ تمہاری موت ہو گا۔ پولسک نے ہاتھ میں پستول لیتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

تو تم شہزادی ظاہرہ کو چھڑانے آتے ہو۔ اور تم نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ میں ابھی تمہاری بڑیاں چا ہاؤں گا۔ پولسک دیو نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے قریب کھڑے پولسک کو پکڑنے کے لئے جھپٹا مارا۔ تنگ پولسک نے بڑی چیرفتی سے پستول کا ٹیٹن دبا دیا۔ اس کے پستول سے ایک سرخ رنگ کی شعاع نکلی اور جیسے ہی شعاع دیو کے جسم سے ٹکرائی ایک ہلکا سا دھماکا ہوا پانکا دیو کا جسم ٹکڑوں کی صورت میں پارے کرے میں بکھر گیا۔ ہر طرف خون اور گوشت کے ٹوٹے نظر آنے لگے۔

اسے یہ کیا ہوا پانکا کو کیا ہوا۔ شہزادہ خورشید نے حیرت سے انکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

تو یہاں سے نکل چلیں اگر دوسرے دیووں کو پانکا کے متعلق پتہ چل گیا تو سب مقابلے پر آمادہ ہوں گے۔ پولسک نے کہا۔ اور پھر وہ شہزادی ظاہرہ کو اپنے ساتھ لے کرے سے باہر نکل آئے۔

پولسک! کاش اس وقت ہمارا جہاز ٹھیک ہوتا تو ہم آسانی سے اس معاملے سے نکل جاتے۔

پولسک نے کہے سے باہر آتے ہوئے کہا کیا ہاں مگر اب اس بات کے زکر سکا کیا نلکہ۔ جس سال بعد بچھا جائے گا۔ فی الحال تو میں فوری طور پر معاملے سے بچنے کی تدبیر سوچنا چاہتا ہوں۔ پولسک نے معاملے کے آخری حصے سے تسلی کر دینے میں آتے ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ معاملے سے باہر نکلنے کی کوئی تدبیر سوچتے۔ اپناک معاملے میں پہلی میچ تھی۔ یوں نکتہ تھا جیسے اپناک کوئی بڑی شخصیت آگئی ہو۔

اسی لمحے ایک دیو بگاتا ہوا ان کی طرف آیا اس نے جب شہزادی ظاہرہ کو ان کے ہمراہ دیکھا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM



تم کچھ نہ کرو اور سنو، زبانا دیو کے سامنے
شہزادہ خیرود کے ساتھ واقفیت کا اظہار نہ کرنا۔
بات میں سنبھال لوں گا۔ چلوگ نے انہیں سمجھاتے
ہوئے کہا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اس کی بات
کا جواب دینا۔ انہوں نے بیس سپیس دیوؤں کو
تیزی سے اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا۔ ان کے
آگے آگے ایک عظیم شحیم اور خوفناک شکل والا
دیو تھا۔ اس کے سر پر ایک چھوٹا سا تاج بھی
موجود تھا۔ اس نے گلے میں انسانی کھوپڑیوں کا
بار پہنا ہوا تھا۔

وہ سب ان سے ذرا فاصلے پر آکر رک
گئے۔ تاج والا دیو بڑے غور سے چلوگ ٹوگ
اور شہزادہ خیرود کو دیکھ رہا تھا۔ پھر شہزادی
ظاہرہ کو ان کے ہمراہ دیکھ کر اس کی آنکھوں
سے شعلے نکلنے لگے۔

یوں ہو تم اور تم نے شہزادی ظاہرہ کو اس
گے کمرے سے نکلنے کی جرات کیسے کی؟ اچانک
زبانا دیو نے دعاؤں سے ہرے کہا۔

تو وہ ششک کر رک گیا۔
کیا بات ہے؟ چلوگ نے دیو سے مخاطب ہو کر
کہ انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

سرور زبانا آگے ہیں اور انہوں نے تمہیں بلایا
ہے۔ مگر تم نے اس کو کمرے سے کیوں نکالا
ہے اور پارکا دیو کہاں ہے؟ دیو نے کہا۔
پارکا کے متعلق ہمیں علم نہیں ہے اور یہ
رنگی ہمیں یہیں گھومتی رہتی ملی ہے۔ چلوگ نے
جواب دیا۔

چلو سرور کے پاس، وہاں تمہارے متعلق فیصلہ
کرے گا۔ دیو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا اور
پھر وہ تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”میرے خیال میں یہیں فوراً کہیں چھپ جانا
چاہیے۔ جہاں یہ دیو نہیں نہ دیکھ سکیں۔ زبانا دیو
بڑا ظالم ہے وہ ہمیں دیکھتے ہی کھا جائے گا۔
شہزادہ خیرود نے تھوڑے خنزرد لہجے میں کہا۔

ہاں وہ بیحد ظالم ہے۔ بلدی کر تم چھپ
جائیں! شہزادی ظاہرہ نے بھی خوف سے لرزتے
ہوئے کہا۔

میں کسی شوشو موشو دیوتا کو نہیں جانتا۔ پھر
و انہیں اور قید خانے میں ڈال دو۔ میں کل
صبح ان کا ناشتہ کروں گا۔ زبانا دیو نے غصے
سے دھاڑتے ہوئے اپنے ساتھی دیوؤں کو حکم
دیا اور تین چار دیو تیزی سے ان کی طرف
بڑھنے لگے۔

”خبردار! کوئی بھی ہماری طرف نہ آئے ورنہ
شوشو دیو کی بھیجی ہوئی آگ تمہیں تباہ کر دے
گی۔“ چلوک نے بھی انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
مگر دیو جھلا کہاں رکتے تھے وہ تیزی
سے آگے بڑھتے ہی چلے آئے۔

اسی لمحے چلوک نے لوک کو اشارہ کیا
اور پھر ان دونوں نے بیک وقت ہن دبا دینے
ان کے پتلوں سے سرخ شٹائیوں نکلیں اور
سب سے آگے واپس دو دیو ان کی زد میں
آ گئے۔ دو دھماکے ہوئے اور ان دونوں دیوؤں
کے جسم ٹکڑوں کی صورت میں فنا میں بھرتے
چلے گئے۔

اب تو دیوؤں میں جھگڑ چم گئی اور وہ

”تم زبانا دیو ہر؟“ چلوک نے بڑے مطمئن لہجے
میں کہا۔

”ہاں میں تمام دنیا کے دیوؤں کا سردار زبانا
ہوں۔ تم میرے سوال کا جواب دو۔ زبانا دیو نے
پہلے سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

”میرا نام چلوک ہے۔ اس کا نام چلوک ہے
اور یہ شہزادہ ظہیر ہے۔ ہم دیوؤں کے دیوتا
شوشو دیوتا کے نمائندے ہیں اور بحرِ کلمات سے
آتے ہیں۔“ چلوک نے کہا۔

”شوشو دیوتا وہ کون ہے؟“ زبانا دیو نے حیران
ہو کر پوچھا۔

”دیوؤں کا دیوتا، جس کے ہاتھ میں دیوؤں کی
زندگی اور موت ہے؟“ چلوک نے کہا۔

”مگر تم نے شہزادی ظاہرہ کو کمرے سے
باہر کیوں نکالا ہے؟“ زبانا دیو نے اچھے اچھے لہجے
میں پوچھا۔

”ہم شہزادی ظاہرہ کو اپنے ساتھ لے جانے
کے لئے آئے ہیں۔ اسے شوشو دیوتا نے اپنے
پاس بلایا ہے؟“ چلوک نے کہا۔

پہنچتے ہوئے محل کی طرف بھاگ نکلتے۔
 زبانا دیو ایک لمحے کے لئے وہاں رکا اور
 پھر وہ بھی بھاگتا چلا گیا۔
 آؤ جلدی کرو ہم محل کے دروازے سے باہر
 نکل چلیں۔ چورنگ نے کہا اور پھر وہ سب تیزی
 سے محل کے دروازے کی طرف بھاگنے لگے۔

زبانا دیو پہلے تو خوفزدہ ہو کر اپنے کمرے کی
 طرف بھاگتا چلا گیا۔ مگر وہاں پہنچ کر اس کے
 ذہن میں ایک خیال آگیا۔ اس نے دیکھا تھا کہ
 دروں آدم زادوں کے ہاتھوں یہ چھوٹی چھوٹی
 ننکیاں بچو رکھی تھیں۔ جن کے متعلق پہلے تو وہ
 کچھ نہیں سمجھ سکا تھا مگر پھر اس نے دیکھا
 کہ ان میں سے آگ کی نکیاں نکلیں اور وہ
 دیو مر گئے۔ اس نے سوچا کہ اگر یہ ننکیاں ان
 آدم زادوں سے پھینکی جائیں تو پھر وہ کچھ
 نہیں کر سکیں گے۔

اسی لمحے ایک دیو نے بتایا کہ آدم زاد شہزادی
 طاہرہ کو لئے ہوئے محل کے دروازے کی طرف

سے باہر نکلی گئے۔ اب تو زبانا دیو کے ہاتھ پیر پھول گئے۔
نفتے کے مارے اس کا داغ کھولنے لگا۔
اس نے فری ایک دیو کو اپنے قریب بلا دیا اور
اس کے کان میں سرگوشی کی۔ وہ دیو بھاگتا
ہوا محل کے اندر چلا گیا۔

زبانا دیو تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔
اس نے دیکھا کہ آدم زاد شہزادی ظاہرہ کو ساتھ
لے لے پہاڑی سے نیچے اترتے جا رہے تھے۔
اسی لمحے وہی دیو واپس آگیا جس کے کان
میں زبانا دیو نے سرگوشی کی تھی۔ اس نے ہاتھ
میں ایک بڑا سا جال پکڑا ہوا تھا۔

دروازے پر آکر اس نے جال کو مخصوص انداز
میں حرکت دی اور پھر یہ جال اس نے
آدم زادوں کی طرف اچھال دیا۔ جال بجلی کی سی
تیزی سے اڑتا ہوا آدم زادوں کی طرف بڑھا جو
دروازے کی طرف پشت کئے پہاڑی سے نیچے
اترتے جا رہے تھے۔

جال کھانی بڑا تھا اس لئے جلد ہی وہ ان

بھاگے پلے جا رہے ہیں اور پہرہ دیو آگ کی
خیز سے خوفزدہ ہرگز چھپ گئے ہیں۔
زبانا دیو نے دل ہی دل میں ایک فیصلہ
کیا اور پھر وہ تیزی سے اس طرف بھاگنے لگا
جبکہ محل کا دروازہ تھا۔

جلد ہی اس نے ان سب کو محل کے
دروازے کی طرف جاتے دیکھا۔

محل کا دروازہ بند تھا اور اس پر گزشتے
کی جگہ لکڑی کا ایک بہت بڑا شہتیر لگا ہوا
تھا۔ زبانا دیو نے ایک لمحے کے لئے سوچا کہ آدم
زاد یہ شہتیر نہیں کھال سکیں گے۔ مگر دروازے
لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ان میں
سے ایک نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی تنکی کا
زنج دروازے کی طرف کیا۔ اس کی تنکی میں
سے آگ کی لکیر باہر نکلی اور جیسے ہی وہ
دروازے پر پڑی، ایک زبردست دھماکہ ہوا۔ اور
پورا دروازہ فضا میں یوں بکھر گیا جیسے وہاں
پہلے کبھی دروازہ رہا ہی نہ ہو۔
آدم زاد شہزادی ظاہرہ کو ہمراہ لے کر دروازے

آدم زادوں پر جا گرا اور تمام آدم زاد اس کی
پٹ میں آگئے۔
دیر نے جال کے ایک سرے کو جو اس نے
ایسا تک اپنے ہاتھ میں تھاما ہوا تھا، منسوس
انداز میں جھٹکا دیا اور وہ چاروں جال میں پھنس
کر گھڑی کی صورت میں گر گئے۔

دیر نے جال کو ایک دو مزید جھٹکے۔ دیتے اور
جال ان چاروں کے ارد گرد اس بڑی طرح سے
تنگ ہو گیا کہ وہ ہاتھ پیر ہلانے سے بھی مجبور
ہو گئے۔

دیر نے جال کو تیزی سے اپنی طرف گھسیٹنا
شروع کر دیا۔ اور وہ چاروں جال میں پھنسے ہوئے
گھسے ہوئے واپس اعلیٰ کے دروازے کی طرف
آنے لگے۔

جال کھینچنے والا دیر دروازے کے ستون کی آڑ
میں تھا اور زبانہ دیر دوسرے ستون کی آڑ میں
پھپا ہوا تھا۔

جیسے ہی وہ چاروں جال میں پھنسے ہوئے
دروازے کے قریب آئے۔ اچانک زبانہ دیر ستون



کی آڑ سے نکل کر ان پر پھینکا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ ہاتھوں میں پکڑی ہوئی نلکیوں کو حرکت دیتے، اس نے ان چاروں کو جال سمیت اٹھا کر اپنے سر سے بلند کر لیا۔ ان کے ہاتھوں سے نلکیاں پھینک کر انہوں نے دروازے کی دوسری طرف گھومے ہوئے دیواروں کو حکم دیا۔ اور ان دیواروں نے ایک ہی جھپٹے میں پلورک پلورک جو جال میں بڑی طرح پھینے ہوئے تھے کے ہاتھوں سے پستول پھینک لئے۔ پستول جیسے ہی ان کے ہاتھوں سے نکلے۔ زبا نے انہیں پیچھے پھینک دیا اور دیواروں کے ہاتھوں سے پستول لیکر انہیں الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ وہ شاید یہ دیکھ رہا تھا کہ اس میں وہ آگ کہاں ہے جو اس میں سے نکل کر دیواروں کو ہلک کر دیتا ہے۔ مگر ان پستولوں سے پستولوں میں سے آگ بجلا کہاں نظر آتی تھی۔

وہ چند لمحے انہیں الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا پھر اس نے انہیں اپنے لمبے کی بیٹوں میں

ڈال لیا۔ شہزادی ظاہرہ کو جال سے نکال کر اس کے کمرے میں پہنچا دو۔ کمرے کو باہر سے بند کر دو۔ اور ان آدم زادوں کو قید خانے میں ڈال دو۔ میں صبح کو ان کا ناشتہ کروں گا۔ زبا نے اپنے ساتھی دیواروں کو حکم دیتے ہوئے کہا۔ اور خود وہ اپنے خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

دیواروں نے مل کر جال کھول کر اس میں سے شہزادی ظاہرہ کو نکال لیا اور پھر ایک دیوار آئے اٹھا کر محل کے آخری حصے کی طرف بڑھ گیا۔

شہزادی ظاہرہ بڑی طرح رو رہی تھی کیونکہ اسے شہزادہ خبردار اور اس کے ساتھیوں کا انجام نظر آ گیا تھا۔ مگر وہ بے بس تھی۔ کیا کر سکتی تھی۔

باقی دیواروں نے ان تینوں کو جال سے باہر نکالا اور انہیں پکڑ کر قید خانے کی طرف لے جانے لگے۔

یہ ایک بہت بڑا کنواں تھا جس کی گہرائی
 بہت زیادہ تھی۔ اس کی چھت پر لوہے کا
 ایک مضبوط جال بنا ہوا تھا۔ اس کنویں میں پھونڈ
 دیڑوں نے ان تینوں کو اس کنویں میں پھونڈ
 دیا تھا اور اوپر سے جال رکھ دیا تھا۔ اب وہ
 کسی بھی صورت میں کنویں سے باہر نہیں
 نکل سکتے تھے۔
 اب کیا ہوگا زبا دیو تو جسے یہیں کھا جاتے
 گا۔ ٹورک نے چلوک سے مخاطب ہو کر کہا۔
 اس کے لیے سے خوف ٹپک رہا تھا۔
 دراصل ہم سے غلطی ہو گئی۔ یہیں محل سے
 باہر نکلنے سے پہلے زبا دیو کا خاتمہ کر دیشا

پستول چھین جانے کے بعد چلوک ٹورک بھی
 بلےس ہو چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے کوئی
 مزاحمت نہ کی اور دیڑوں نے انہیں ایک بڑے
 سے کنویں نما قید خانے میں ڈال دیا۔

چاہیے تھا پھر اور کوئی دیو ہم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ کرتا۔ چلوک نے پریشان لہجے میں جواب دیا۔

مجھے افسوس ہے دوستو کہ میری وجہ سے تم بھی ہلاک ہو جاؤ گے۔ مجھے تو اپنا انجام مان نظر آ رہا ہے۔ شہزادہ خوربد نے دیکھے اور انوس سے پڑے لہجے میں کہا۔

”یادیں نہیں ہونا چاہیے شہزادہ خوربد، تم تو اکیلے زباؤ دیو کا مقابلہ کرنے آ رہے تھے اور اب تو ہم ہیں! چلوک نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

”کاش ہمارا جہاز ٹھیک ہوتا تو ہم اس زباؤ دیو کو اچھی طرح دیکھ لیتے۔ چلوک کو ابھی تک جہاز کا افسوس تھا۔

”اب ایک ہی صورت ہے کہ کسی طرح زباؤ دیو کے قبضہ سے پستول حاصل کئے جائیں۔ ورنہ ہم ہاتھوں سے تو ان دیوؤں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ چلوک نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

”پستول تو تب حاصل کریں گے جب اس

لوٹوں سے باہر نہیں گئے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہاں سے کیسے بچیں۔ چلوک نے کہا۔

”میسر ذہن میں ایک ترکیب آئی ہے۔ شہزادہ خوربد نے اچانک کہا۔

”وہ کیا۔ چلوک چلوک دونوں نے بیک وقت پوچھا۔

شہزادہ خوربد جواب دینے کی بجائے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے نیام سے تلوار نکالی اور پھر اپنی کمر سے بندھا ہوا خنجر بھی باہر نکال لیا۔

اس نے پہلے خنجر کو پوری قوت سے لوٹوں کی ایک درز میں پیوست کر دیا اور پھر اچھل کر تلوار کو اس سے ذرا اونچا دیوار میں پیوست کر دیا۔

پھر اس نے اچھل کر تلوار کو پکڑا اور خنجر پکڑ کر اس پر کھڑا ہو گیا۔ اب وہ

لوٹوں کی سطح سے کافی بلندی پر پہنچ گیا تھا۔

پھر اس نے تلوار پر اچھی طرح سے ہاتھ جمایا اور دوسرے ہاتھ سے جھک کر اس نے پیر کے نیچے سے خنجر نکال لیا۔ اب وہ تلوار کو

مطابق بنایا تھا اور پھر ان کے ذہن میں
 تصور نہ ہوگا کہ اتنے گہرے کنوئیں سے
 انسان جال تک پہنچ سکتا ہے یہی وجہ
 کہ ان کے پاس کوئی پہرے دار موجود نہ
 تھا۔ کنوئیں چونکہ محل کے بالکل آخری حصے میں
 تھے اس لئے یہاں انہیں کوئی دیو بھی باہر
 نہیں دیکھ سکتا تھا۔

شہزادہ خوبو نے تلوار اور نیچے پھینک
 دیتے تھے۔ اور اب ٹورک اسی طرح باری باری
 ان دونوں کو دونوں میں پیوست کرتا ہوا۔ اوپر
 چڑھتا چلا آتا تھا۔

تقریباً دو بعد ٹورک بھی بسجیر و خوبی جال
 کے سوراخ میں سے گنڈہ کر اوپر آگیا۔ تلوار اور
 نیچر ایک بار پھر نیچے پھینک دیتے گئے اور
 اس بار ٹورک ان کی مدد سے اوپر چڑھ آیا۔
 جب وہ تینوں کنوئیں سے باہر نکل آئے
 تو شہزادہ خوبو نے تلوار دوبارہ نیام میں ڈالی
 اور نیچر اپنی کمر سے باندھ لیا۔
 شہزادے تم واقعی بیحد عقلمند اور بہادر ہر۔

ایک ہاتھ سے پکڑے اس کے ساتھ دھکا ہوا
 تھا۔ اس نے خنجر والا ہاتھ اونچا کیا اور اسے اپنے
 ہاتھ کی بلندی پر پیوست کر دیا۔ اور پھر خنجر
 کے ذریعے لنگ کر اس نے تلوار کھینچ کر
 اپنے سر سے اونچا کر کے دیوار میں پیوست
 کر دی اس طرح وہ باری باری ایک کے ساتھ
 لنگ کر دوسرے کو دیوار میں اونچا کر پیوست
 کر کے اوپر چڑھتا چلا گیا۔

کھتی بار وہ گرتے گرتے سچا مگر اس نے
 جلد ہی اپنے آپ کو سنبھال لیا۔ اس طرح
 آہستہ آہستہ وہ اوپر چڑھتا ہوا آخر کار کنوئیں کے
 اوپر موجود لوبے کے جال تک پہنچ گیا۔ اس
 نے جال کو دونوں ہاتھوں سے مضبوطی سے پکڑ
 لیا اور اپنی دونوں ٹانگیں اس کے ایک برتے
 سے سوراخ سے گزار کر اس نے پھرتی سے
 ایک تھابڑی کھائی اور وہ جال کی دوسری طرف
 ہو کر اس کے اوپر لیٹ گیا۔
 جال کے سوراخ انسانی جسم کی نسبت زیادہ
 پھرتے تھے۔ شاید دیوؤں نے انہیں اپنی بساطت

یہ نہیں ہم زباں دیو کو ہلاک کرنے کے بعد
 شہزادی طاہرہ کو ڈھونڈ لیں گے۔
 شہزادی طاہرہ کو ڈھونڈنے کے
 ہم دیوؤں کی نظر میں آ جائیں اور
 ہماری قتل کا حکم دے دے۔
 ہم نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا اور بات
 شہزادہ خوبرو کی سمجھ میں آگئی۔
 چنانچہ وہ تینوں ایک طرف موجود بڑی بڑی
 دیوؤں کے پیچھے رات پڑنے کے بعد دیوؤں کے
 انتظار میں پھپک کر بیٹھ گئے۔

ایسا تریک تو شاید قیامت تک ہمارے
 میں نہ آتا۔ چورنگ نے شہزادہ خوبرو کی تعریف
 کرتے ہوئے کہا۔
 بس اپناک ہی بیسکر ومانغ میں بات
 تھی۔ بہر حال اب ہمیں آگے گئے متعلق کچھ
 چاہیے۔ شہزادہ خوبرو نے کہا۔
 "میرا خیال ہے کہ ہمیں رات تک کہیں پھپ
 کر رہنا چاہیے۔ رات کو جب زباں دیو سو جائے
 اور باقی دیو بھی سو جائیں۔ اس وقت ہم زباں
 دیو کے کمرے میں جا کر پستول حاصل کر لیں۔
 چورنگ نے کہا۔
 "ہاں شام تو ہو ہی گئی ہے۔ رات ابھی
 پڑنے ہی والی ہے۔ چورنگ نے بھی رضامند ہوتے
 ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے اس دوران ہمیں شہزادی طاہرہ
 کو ڈھونڈ کر اپنے ساتھ رکھ لینا چاہیے۔ کہیں
 ایسا نہ ہو کہ زباں دیو چنگ جائے اور پھر وہ
 شہزادی کو نقصان پہنچا دے۔ شہزادہ خوبرو
 نے کہا۔



زبان دیو نے سوچا کہ اس نجومی دیو سے ان
 ٹیوں کا راز پوچھا جائے۔ چنانچہ اس نے نجومی دیو
 کو اپنے پاس بلانے کا فیصلہ کیا اور اس کے
 ساتھ ہی اس نے زور سے تالی سجائی۔
 درحقیقت اسے ایک دیو کرے کے اندر داخل
 ہوا اور سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

یہ نجومی دیو کو میسر ہوا کہ آؤ۔ اور
 منو! ان آدم زادوں کو قید کر دیا گیا ہے یا
 لہیں۔ زبان دیو نے پوچھا۔

یہی ہاں سردار! آدم زادوں کو کنوئیں میں قید
 کر دیا گیا ہے اور شہزادی ظاہرہ کو ایک کمرے
 میں قید کر کے باہر سے دروازہ بند کر دیا گیا
 ہے اور دو دیو دروازے کے باہر کھڑے پہرہ
 دے رہے ہیں۔ آنے والے دیو نے بڑے مودبانہ

لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "ٹھیک ہے، نجومی دیو کو فوراً حاضر کیا جائے
 ہیں اس کا انتظار کر رہے ہوں۔" زبان دیو نے
 کہا اور دربان دیو سر ہلا کر تیزی سے مڑ کر
 دروازے سے باہر نکل گیا۔

اپنے کمرے میں پہنچ کر زبان دیو نے اچھا
 اپنی جیب سے دونوں پستول نکالے اور انہیں زور
 سے دیکھنے لگا۔ یہ ٹکیاں اس کی سمجھ سے
 بالاتر تھیں۔ ایک ہر اس کی انگلی ڈیڑھ پر پڑی
 مگر اس نے اسے دبا نہیں کیونکہ وہ انہیں
 دلتے ہوئے ڈٹا تھا۔

کافی دیر تک سوچ بچار کرنے کے بعد جب
 اسے کوئی بات سمجھ نہ آئی تو اپناک اسے ایک
 بہت بڑے اور عقلمند دیو کا خیال آ گیا جو یہاں
 سے تھوڑی دور ایک پہاڑی غار میں رہتا تھا۔
 یہ دیو علم نجوم کا بھی ماہر تھا اور ہر مشکل
 کا حل جانتا تھا۔

پتوں ہاتھ میں لیکر آتے غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

یہی بات تو مجھے سمجھ نہیں آرہی۔ اسی نے تو میں نے تمہیں بلایا ہے۔ تاکہ تم اس کا راز مجھے سچاؤ۔ میں نے خود ان میں سے آگ منگلتی دیکھی ہے اور دیوؤں کے جسموں کو ٹکڑے ٹکڑے ہوتے دیکھا ہے۔ دیو تو ایک طرف محل کا بڑا دروازہ اس آگ کی وجہ سے ٹوٹ گیا ہے۔ زیانا دیو نے کہا۔ مگر یہ آتے کہاں سے ہیں؟ سخومی دیو نے پوچھا۔

میں نے انہیں آدم زادوں سے چھینا ہے۔ ان ننکیوں کی مدد سے انہوں نے میرے گھنٹی دیو مار ڈالے ہیں اور محل کا دروازہ توڑ ڈالا ہے۔ زیانا دیو نے جواب دیا۔

حیرت ہے۔ بہر حال ویسے تو میری سمجھ میں کوئی بات نہیں آتی۔ لیکن اگر تم کہو تو میں نجوم کی مدد سے اس کا پتہ چلاؤں۔ سخومی بابا نے کہا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ دوبارہ کھلا اور ایک انتہائی بڑھا دیو اندر داخل ہوا اس کی کمر چھکی ہوئی تھی اور اس کی سینہ داڑھی اس کے پڑیں تک آ رہی تھی۔ پردے جسم اور چہرے پر جھریاں ہی جھریاں تھیں۔

آؤ سخومی بابا، میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔ زیانا دیو نے کھڑے ہو کر اس کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

آج سردار کو میری کیا ضرورت پڑ گئی؟ سخومی دیو نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔ زیانا دیو نے سخومی دیو کو ایک کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا اور پھر دونوں پتوں اٹھا کر اس کے سامنے رکھ دیئے۔

ان ننکیوں کو دیکھو سخومی بابا اور مجھے بتاؤ یہ کیا ہے۔ ان میں سے آگ کی گھنٹی منگلتی ہیں اور دیو کے جسم کے پتوں سے ہوا میں اڑ جاتے ہیں۔ زیانا دیو نے اسے بتایا۔

کیا مطلب، میں سمجھا نہیں، ان میں تو مجھے کہیں آگ نظر نہیں آ رہی۔ سخومی دیو نے

اور بنا دیتا۔
آخر آدم سے گھنٹے بعد اس نے سر اٹھایا۔
اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے آثار
نہیلاں تھے۔

”مرور! شوشر دیوتا والی بات تو غلط ہے
آتی رہی یہ نکلیاں تو یہ نکلیاں انسانوں کی
بنا ہوئی ہیں اور ان سے تباہی پھیلتی ہے
باقی کوئی بات حساب نہیں بتاتا۔ البتہ ایک بات
اور۔ ان آدم زادوں سے تمہیں شدید خطرہ لاحق
ہے۔ تم ان سے بچ کر دوڑو۔ بوڑھے سنجومی
نے کہا۔“

مجھے ان حقیر آدم زادوں سے کیا خطرہ
ہو سکتا ہے۔ میں صبح ان کو کھا جاؤں گا۔
اس وقت یہ قید میں ہیں۔ زبانا دیو نے
یہاں سے بتاتے ہوئے کہا۔

”بہر حال جو کچھ میرے حساب نے مجھے بتایا
ہے میں نے تمہیں بتا دیا ہے۔ آگے تمہاری
مرضی: سنجومی دیو نے جواب دیا۔
”ٹھیک ہے اب تم جا سکتے ہو۔ میں صبح

”ہاں ان ضرور، اور ہاں مجھے یاد آیا۔ یہ
بتاؤ بحفاظت میں کہیں دیوؤں کا دیوتا شوشر
دیوتا بھی ہے۔ میں نے تو کبھی اس کا نام
نہیں سنا۔ زبانا دیو نے کہا۔
”شوشر دیوتا! بوڑھے دیو تے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔“

”ہاں وہ آدم زاد جن سے میں نے یہ
نکلیاں چینی ہیں یہی کہہ رہے تھے کہ وہ
شوشر دیوتا کے نمائندے ہیں۔ زبانا دیو نے
اسے بتایا۔“

”نہیں میں نے تو کبھی نہیں سنا۔ بہر حال
میں حساب لگاتا ہوں، سب کچھ پتہ چل جائے
گا۔ بوڑھے دیو نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور
پھر اس نے اپنی نفل میں لٹکا ہوا ایک بڑا
سا جیلا نکالا اور اس میں سے پتھر کی ایک
سلیٹ نکال کر سامنے رکھی اور تیلے میں سے
ایک کوڑھ نکال کر اس سلیٹ پر کھیرا ڈالنے
شوشر کو دیکھ کر کھیر کو ہاتھ سے مٹا دیا کبھی

ان آدم زادوں پر سختی کر کے ان نلیکیوں کا راز ان سے ہی پوچھ لوں گا؟ زبانا دیو نے کہا اور بخوبی دیو اسے سلام کر کے خاموشی سے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

زبانا دیو کچھ دیر ان نلیکیوں کو اٹھا کر دوبارہ دیکھتا رہا پھر اس نے انہیں ایک طرف رکھا اور خود بنگ پر سونے کے لئے لیٹ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کے نرائوں سے کمرہ گونجنے لگا۔

Stahyad

رات کافی گذر چکی تھی اور پورے محل پر خاموشی طاری تھی۔ صرف پہرے دار محل کے بڑے دروازے کے آگے کھڑے پہرے دے رہے تھے۔ اس وقت چلوںک ٹوسک نے اپنی کارروائی شروع کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر وہ جھانڑیوں کی ادٹ سے نکل کر دبے پاؤں محل کی طرف بڑھنے لگا۔

محل میں پہنچ کر وہ مختلف برآمدوں سے گذرتے رہے۔ محل کے اندر کہیں بھی کوئی دیو پہرے پر نظر نہیں آ رہا تھا۔ شاید زبانا دیو نے کبھی اس کی ضرورت ہی محسوس نہ کی ہو۔

بچے بڑے بڑے تھے۔ مختلف دانشاندوزوں سے
 جانتے بڑے آؤکار وہ اس دانشاندوز تک پہنچ
 گئے جو زبانا دیو کی خوابگاہ میں کھلتا تھا۔
 انہوں نے دانشاندوز سے جھانکا تو انہیں
 بگ پر زبانا دیو سویا ہوا نظر آیا۔ ان کے
 پتلوں بھی ایک طرف پڑے ہوئے تھے۔ اب
 سنا تھا نیچے اترے گا۔ دانشاندوز کافی اوشچائی
 پر تھا اور ان کے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہ
 تھا جس سے وہ نیچے اتر سکتے۔

پلوک اور شہزادہ خوب ابھی نیچے اترنے کی
 تڑکیں ہی سوچ رہے تھے کہ اچانک ٹوک
 نے دانشاندوز میں سے دیو کے بڑے سے
 پیٹ پر چھلانگ لگا دی۔

ٹوک ایک دھماکے سے زبانا دیو کے پیٹ
 پر جاگرا اور پھر یوں اچھل کر نیچے فرش پر
 آرا بیسے وہ کسی پہرنگ دار گدے پر
 گرا ہو۔

زبانا دیو بھی اپنے پیٹ پر ضرب لگنے
 سے ہڑپا اٹھ بیٹھا اور پھر جیسے ہی

مختلف بڑوں سے گزرنے کے بعد جب وہ
 ایک موڑ پر پہنچے تو انہوں نے ایک کمرے کے
 دروازے پر دو دیوؤں کو اوتھ میں بڑی بڑی
 تلواریں اٹھائے کھڑا دیکھا۔ وہ سمجھ گئے کہ یہی
 کو زبانا دیو کی خواب گاہ ہوگا۔ مگر اب سنا
 یہ تھا کہ ان پہرے داروں کو قتل کئے بغیر
 وہ اندر داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ اور ان کا
 قتل بغیر پستولوں کے بڑا مشکل تھا۔
 کمرے کا ضرور کوئی دانشاندوز ہو گا ہم

کیوں نہ اس دانشاندوز کے ذریعے اندر داخل
 ہوں۔ اس طرح ہم پہرے داروں کی نظروں میں
 آنے سے بچ جائیں گے۔ ٹوک نے کہا اور
 اس کی بات پر شہزادہ خوب اور پلوک نے
 سر ہلا دیا۔

چنانچہ واپس مڑ گئے اور پھر انہیں جلد
 ہی اوپر جانے والی سیڑھیاں نظر آئیں۔ وہ
 سیڑھیاں چڑھ کر دوسری منزل پر پہنچ گئے یہاں
 ایک راہداری تھی جس میں کمروں کے دانشاندوز
 موجود تھے۔ یہ دانشاندوز بھی انسانوں کے دروازوں

اس کی نظر فرش پر سے اٹھتے ہوئے ٹوک
 پر پڑی۔ اس نے غصے سے دھاڑتے ہوئے
 اس کو پکڑنے کے لئے اپنا ہاتھ بڑھایا۔ مگر
 ٹوک نے انتہائی پھرتا سے پھلاگ لگائی اور
 اس جگہ پہنچ گیا جہاں پستول موجود تھے اس
 نے جھپٹ کر پستول اٹھایا۔ مگر اسی لمحے زبا
 دیو نے اپنے لمبے سے ہاتھ سے اس کی
 گردن پکڑ لی اور اسے ہوا میں اٹھا لیا۔
 میں ابھی تمہیں کھا جاتا ہوں۔ زبا دیو نے
 انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس نے
 ٹوک کو اپنے غار نما منہ میں ڈالنا چاہا۔
 ٹوک کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کی گردن
 کسی خونگ مٹکے میں پھنس گئی ہو۔ زبا دیو کے
 ہاتھ کا دباؤ اتنا تھا کہ اسے محسوس ہو رہا
 تھا جیسے ایک لمحے بعد اس کا دم نکل
 جاتے گا۔ مگر اس سے پہلے کہ زبا دیو
 اسے اپنے منہ میں ڈالتا۔ ٹوک نے پستول کا
 ڈرگ بٹا دیا۔ پستول سے سرخ شعلہ نکل کر
 زبا دیو کے جسم پر پڑی اور ایک دھماکا ہوا

اور اس نے ٹوک اس کے ہاتھ سے چھوٹ
 کر زبا دیو پر جا گرا۔
 زبا دیو کے جسم کے پھیٹے اڑ گئے تھے۔
 ہر طرف خون ہی خون اور گوشت ہی گوشت پھیل
 گیا۔ دھماکے کی آواز سسکے باہر کھڑے پہرے دار
 اہلکاروں کو اندر داخل ہوتے۔ مگر اب ٹوک
 ہرگز طرح برداشت نہ تھا۔ اس لئے وہ دونوں جسی
 خونوں کی صورت میں فرش پر بکھر گئے۔
 ٹوک نے اپنی بہادری سے زبا دیو کا خاتمہ
 کر دیا تھا۔ اس دوران ٹوک نے پٹنگ پر پھلاگ
 لگا دیا اور اس کے پیچھے شہزادہ خورد بھی پھلاگ
 لگا کر نیچے اتر آیا۔
 تم نے کمال بہادری دکھائی ٹوک۔ ہم تو سوچ
 بھی نہیں سکتے تھے کہ اس طرح بھی زبا دیو
 کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے۔ ٹوک نے ٹوک کی
 اہستہ خیمتاتے ہوئے کہا۔
 آؤ اب باہر چلیں اور جو دیو نظر آئے
 اس کا خاتمہ کر دیں۔ ٹوک نے خوشی سے
 اچلتے ہوئے کہا اور اس نے دوسرا پستول ٹوک



کے حوالے کر دیا۔ اور پھر وہ تینوں کمرے سے باہر آ گئے اور شہزادی ظاہرہ کو ڈھونڈنے لگے۔ اس دوران انہوں نے ہر اس دیوار کا جو ان کے سامنے آیا خاتر کر دیا۔

آخر کار وہ اس کمرے تک پہنچ گئے جہاں شہزادی ظاہرہ قید تھی۔ چونکہ محل کا یہ حصہ اصل محل سے بہت دور تھا اس لئے وہاں کے دیواروں کو مرنے والے پہرے دار دیواروں کا پتہ ہی نہ مل سکا تھا۔ وہ اسی طرح انڈیان سے گھومتے پھرتے رہے تھے۔

پہنچنے والے اس سے پہلے کہ وہ ہوشیار ہوتے چلوگ ملک نے پستلوں کے ٹیگر دیا کہ ان کا خاتمہ کر دیا اور دروازہ کھول کر شہزادی ظاہرہ کو باہر نکال دیا۔

جب شہزادہ خبردار نے اسے بتایا کہ زباٹا دیوار تو آگیا ہے تو خوشی کے مارے اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ اب ان سب کا رخ محل کے دروازے کی طرف تھا۔ چلوگ ملک ایک بات سمجھ میں نہیں آتی

کہ اب ہم اس فونک صحرا کو کیسے پار کریں گے جبکہ شہزادہ کی ظاہر بھی ہمارے ساتھ ہے شہزادہ خود نے چلتے چلتے کہا۔

اے ہاں اس کا تو یہیں خیال ہی نہیں آیا۔ چلوگ نے بھی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔
کیوں نہ ایک بار پھر ہم دیو کی مگر پر پڑھ کر ستر کریں۔ اس طرح ہم آسانی سے شہزادہ خود کے محل تک پہنچ جائیں گے۔ چلوگ نے کچھ دپتے ہوئے کہا۔

اے ہاں یہ ٹھیک ہے۔ ایسا کرتے ہیں دو دیوؤں کو ڈرا دھکا کر راضی کر لیتے ہیں۔ چلوگ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ دونوں محل کی طرف مڑ گئے۔ محل کے دیو ان کے خوف سے کمروں میں دب گئے تھے۔ پناہ جیسے ہی چلوگ ٹوک نے ایک کوسہ میں جھانکا۔ اسی میں چھپے ہوئے دو دیو ڈر گئے کہ وہ انہیں آگ سے مارنے آئے ہیں۔ انہوں نے فریاد آگے بڑھ کر ان کے پیر پکڑ لئے اور اپنی جلا، بخشش کے لئے

فرائض کرنے لگے۔
تہاڑی ایک شرط پر جاں بخشی ہو سکتی ہے کہ تم ہمیں اپنی مگر پر بٹھا کر شہزادہ خود کے محل تک پہنچا دو۔ چلوگ نے رعب دار لہجے میں کہا۔

ہمیں منظور ہے، مگر ہمیں مارو مت، ہم تہاڑا ہر حکم مانیں گے۔ دیوؤں نے کہا۔
نہیں پہلے حضرت سلیمان کی قسم کھا کر کہو کہ تم آج کے بعد ہمارے غلام ہو۔ اور سترتے دم تک ہمارے حکم کی تعمیل کرو گے۔ اچانک چلوگ نے ایک خیال کرتے ہی کہا۔ اس نے کہا نہیں میں پڑھا تھا کہ دیو ایک بار حضرت سلیمان کی قسم کھا لیں تو پھر وہ دسوا نہیں دے سکتے۔

دیوؤں نے اپنی جانی بچانے کے لئے فریادیں کھیں اور پھر چلوگ ٹوک انہیں لیکر باہر آ گئے۔

مقررہ دیر بعد ایک دیو کی مگر پر چلوگ ٹوک اور دوسرے دیو کی مگر پر شہزادہ خود

بچوں کیلئے ایک یادگار اور انوکھا خصوصی ناول

چھن چھن چھن اور چلو سٹک لو سٹک

مصنف، مظہر کلیم رحمان

- * چھن چھن اور چلو سٹک لو سٹک کے درمیان خونخاک جنگ۔
- * چھن چھن نے چھن چھن کو سٹک کو سٹک کی وادی میں پھینچنے کے لئے اپنی تمام طاقتیں
موز کر دی تھیں۔
- * سٹک نے چھن چھن پر اپنے خونخاک پسندوں سے نشانہ باندھا اور ایک زبردست
ساکھڑا۔
- * چھن چھن کو کیا حسرت ہوا۔
- * چھن چھن اور چلو سٹک لو سٹک کے درمیان جنگ کا نتیجہ کیا نکلا۔
- * ان دونوں میں سے کون کامیاب ہوا۔ اور کس کی سرت واقع ہوئی۔
- * انتہائی حکیرت انگیز دلچسپ اور انوکھی یادگار کہانی

تالیف: یوسف براؤنر، بشیر بھٹی، بک گیت ملتان

اور شہزادہ کا ظہور سوار ہو گئے اور دیو تیزی
سے دنیا میں اڑنے آئے صحرا کی طرف
بڑھنے لگے۔

شہزادہ خوبرو خوش تھا کہ وہ اپنی بیوی
کو دنیا دیو کے پنجے سے چھڑانے میں کامیاب
ہو گیا ہے اور چلو سٹک لو سٹک خوش تھے کہ
انہوں نے ایک کارنامہ انجام دیا ہے اور ایک
مظلوم کی مدد کی ہے۔

چلو سٹک سوچ رہا تھا کہ وہ آئندہ بھی ان
غلام دیوؤں سے کام لیتا رہے گا اور بیس
سال کا عرصہ مظلوموں کی مدد کرنے میں گزار
دے گا۔ اور دیو تیزی سے شہزادہ خوبرو
کے محل کی طرف اڑتے چلے جا رہے تھے۔

ختم شد